حیات طیبہ

روایاتِ مسندِ احمد کی روشنی میں

﴿۷﴾

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

Life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of "Musnad Ahmad"

Imam Ahmad ibn Hanbal (demise 241AH), is a trustworthy Imam of Hadith and Fiqh. His anthology "al-Musnad (Supported)" holds a high reputation in Hadith literature. The importance of his exposition "al-Musnad" can be judged by this comment of 'Allāma Jalaluddin Saūtī: "The weak (Da'īf) traditions of al-Musnad should also be taken in the grade of Good (Hasan)".

Compilation of the life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of Holy Qur'ān and Ahadīth is an important work. Scholars have given attention towards this kind of work in all the periods. In fact, this article is the 7th part of the series of these articles. The learned scholar of this article has recorded the events of the Life of the Prophet till the great vietort of mecca.

غزوۂ حنین رمضان ۸ھ

عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے قرض

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ حنین

کے موقع پر ان سے تیس یا چالیس ہزار قرض لئے تھے، پھر جب آپ غزوے سے واپس تشریف لائے آپ نے ان کا قرضہ ادا کر دیا، پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے اہل وعیال اور مال میں برکت عطا فرمائے، قرض کا بدلہ اسے ادا کرنا اور شکریہ ہے۔(۱)

صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے عاریتاً زرہیں لینا

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر ان سے عاریتاً زرہیں طلب فرمائیں، میں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) کیا یہ زبردستی سے لے رہے ہو؟ آپ نے فرمایا: بل کہ عاریتاً لے رہا ہوں میں ان کا ضامن ہوں، ان میں سے بعض زرہیں ضائع ہوگئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے تاوان کی پیش کش کی، صفوان رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! آج مجھے اسلام میں زیادہ رغبت ہے۔(۲)

حنین کے لئے روانگی کی تاریخ

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سترہ یا اٹھارہ رمضان کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ حنین کے لئے روانہ ہوئے۔ روزہ رکھنے والوں نے روزہ رکھا اور بعض دوسروں نے روزہ نہیں رکھا، روزہ داروں نے روزہ نہ رکھنے والوں کو ملامت کی، نہ ہی روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ رکھنے والوں پر عیب لگایا۔(۳)

لشکر کی تعداد

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے موقع پر بنو ہوازن اور غطفان رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں بہت بڑی جمعیت لے کر آئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار یا اس سے کچھ زائد لوگ تھے، ان میں طلقاء (جن کو فتح مکہ کے موقع پر معافی ملی تھی اور وہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے) بھی شامل تھے، ہوازن اور غطفان کے لوگ اپنے مویشی اور بیوی بچے بھی ساتھ لائے ہوئے تھے۔(۴)

ذات انواط کا قصہ

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ مکے سے حنین کے لئے روانہ ہوئے، ایک بیری کا درخت تھا، کافر اس کے پاس ٹھہرتے اور اس پر اپنا اسلحہ

لٹکاتے تھے، جسے ''ذات انواط'' کہا جاتا تھا، (حنین کی طرف سفر کے دوران) ہم بیری کے ایک عظیم سرسبز درخت کے پاس سے گزرے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے ہمارے لئے ذات انواط، قرار فرمادیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم نے بھی ویسی بات کہی جیسی بات موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ''ہمارے لئے بھی ایک ایسا معبود مقرر کردیجئے جیسے ان کے معبود ہیں''(۵) اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے، یہ طور طریقے ہیں تم بھی یقیناً پہلوں کے طور طریقوں کو اختیار کروگے۔(۶)

کافروں کا جاسوس

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوازن اور غطفان کے غزوے میں شرکت کی، ایک دن جب کہ ہم کھانا کھا رہے تھے، ہمارے عام لوگ پیدل تھے (ان کے پاس سواریاں نہیں تھیں) اور (ساز وسامان کے لحاظ سے) کم زور بھی تھے کہ ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ہو کر آیا، اسے بٹھایا، اس کی پیٹی سے ایک تسمہ نکال کر اپنے اونٹ کو باندھ دیا، پھر لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے لگا، جب وہ مسلمانوں کی کم زوری اور سواریوں کی قلت دیکھ چکا، وہ دوڑتا ہوا نکلا، اپنے اونٹ کے پاس آیا، اس کا تسمہ کھولا، اسے بٹھایا پھر اس پر سوار ہو کر اسے تیزی سے دوڑایا، وہ کافروں کا جاسوس تھا، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بنو اسلم کے ایک شخص نے اپنی خاکی رنگ کی تیز رفتار اونٹنی پر اس کا تعاقب کیا، میں نے پیدل دوڑتے ہوئے اس کا پیچھا کیا، میں نے اسے جالیا، اس وقت اونٹنی کا سر اونٹ کی سرین کے پاس تھا اور میں اونٹنی کی سرین کے پاس تھا، پھر میں آگے بڑھا، اونٹ کی سرین تک پہنچ گیا، پھر میں اور آگے بڑھا اور اونٹ کی نکیل کو پکڑلیا، اسے بٹھایا، جوں ہی اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا، میں نے تلوار کھینچی اور اس کے سر پر وار کیا، وہ گر پڑا (اور مر گیا) میں اس کے اونٹ کو ساز وسامان سمیت ہانکتا ہوا لا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ مجھے سامنے آتے ہوئے ملے، آپ نے دریافت فرمایا: اس شخص کو کس نے قتل کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن الاکوع نے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا سارا سامان اسی (سلمہ بن الاکوع) کا ہے۔(۷)

معرکۂ کارزار

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلۂ ہوازن کے لوگ غزوۂ حنین کے موقع پر بچوں،

عورتوں، اونٹوں اور بکریوں کو ساتھ لائے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر اپنی کثرت ظاہر کرنے کے لئے ان کی بھی صفیں بنالیں، جب جنگ چھڑی، مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے جیسا کہ اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آواز دی: اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اے گروہِ انصار! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول (یہاں موجود) ہوں، پھر اللہ نے مشرکوں کو ہزیمت سے دوچار کر دیا، حال آں کہ لوگوں نے تیر وتلوار نہیں چلائے تھے (غیبی امداد آگئی تھی)۔

رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا: جس مجاہد نے کسی کافر کو قتل کیا اس کا ساز و سامان قتل کرنے والے کا ہے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس روز بیس مشرکوں کو قتل کیا اور ان کا ساز و سامان حاصل کیا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے ایک شخص کی گردن اور کندھے کی درمیانی رَگ پر تلوار سے وار کیا ہے، اس نے زرہ پہنی ہوئی تھی، پھر میں جلدی سے اس سے آگے بڑھ گیا، آپ معلوم فرمائیں اس کا سامان کس نے لیا ہے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: وہ ساز و سامان میں نے لیا ہے، آپ اسے راضی کرلیں اور وہ سامان مجھے عطا فرمادیں، رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی آپ وہ چیز عطا فرمادیتے یا پھر خاموش رہتے، رسول اللہ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ اپنے ایک شیر کو وہ سامان عطا فرمائے اور رسول اللہ ﷺ تجھے عطا فرمادیں، رسول اللہ نے ہنس کر فرمایا: عمر نے سچ کہا ہے۔

اسی معرکے میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس خنجر تھا (ان کے شوہر) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے پاس یہ کیا ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میں نے یہ خنجر اس لئے اپنے پاس رکھا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے ام سلیم کی بات سنی ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! طلقاء کو قتل کر دیں جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام سلیم! اللہ خود ہمیں کافی ہوگیا اور اس نے خوب معاملہ فرمادیا ہے۔ (۸)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ تھا، اس وقت نبی ﷺ کے ساتھ میرے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کے سوا کوئی نہیں تھا، ہم برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، آپ سے الگ نہ ہوئے، آپ شہباط نامی سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ کو تحفتاً بھیجا تھا۔ جب مسلمانوں اور کفار کی مڈبھیڑ ہوئی، مسلمان (ابتدا میں) پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو ایڑ لگا کر کفار کی طرف بڑھنے لگے، میں رسول اللہ کے خچر

کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور اسے روک رہا تھا لیکن آپ تیزی سے مشرکوں کی طرف پیش قدمی فرما رہے تھے، ابوسفیان بن حارث نے رسول اللہ کی رکاب تھامی ہوئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عباس! اصحاب سمرہ (بیعت رضوان کے شرکا) کو پکارو، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بلند آواز آدمی تھا، میں نے اپنی بلند آواز سے پکارا، اصحابِ سمرہ کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم! وہ میری آواز سنتے ہی ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں کہتے ہوئے ایسے پلٹے جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے، اور کفار اور مسلمانوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہونے لگی، انصار نے آوازیں دیں: اے گروہِ انصار! پھر یہ پکار بنوالحارث بن خزرج تک محدود ہوگئی اور انہوں نے بنوالحارث بن خزرج کو پکارا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر گردن بلند فرماتے ہوئے لڑائی کا منظر دیکھ کر فرمایا: اب (جنگ کا) تنور گرم ہوگیا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے چند کنکریاں لیں اور کفار کے چہروں کی طرف پھینک کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم! انہیں شکست ہوگئی، ربّ کعبہ کی قسم! انہیں شکست ہوگئی۔

میں جائزہ لینے کے لئے بڑھا، میرے خیال میں لڑائی اسی طرح جاری تھی، بہ خدا جیسے ہی رسول اللہ ﷺ نے ان پر کنکریاں پھینکیں، ان کی تیزی سستی میں بدلنے لگی اور ان کا معاملہ پیٹھ کر بھاگنے والا ہوگیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کردیا۔

عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: گویا میں اس وقت بھی (چشم تصور میں) نبی ﷺ کو کفار کے پیچھے اپنے خچر کو ایڑ لگا کر جاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔(۹)

حضرت ابوعبدالرحمٰن الفہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، ہم سخت گرمی کے دن روانہ ہوئے، ہم نے درختوں کے سائے میں پڑاؤ کیا، سورج ڈھلنے کے بعد میں نے اپنے ہتھیار لگائے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر رسول اللہ ﷺ کے خیمے میں پہنچا اور عرض کیا: السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ، ہوائیں ٹھنڈی ہوگئی ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے، پھر بلال کو آواز دی، بلال آپ کی آواز سنتے ہی گویا پرندے کی طرح اُڑ کر لبیک سعدیک، میں آپ پر قربان کہتے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: گھوڑے پر زین کسو، انہوں نے زین نکالی جس کے دونوں پلّے کھجور کی چھال کے تھے جس میں فخر وغرور کی کوئی چیز نہ تھی، بلال نے زین کس دی، حضور ﷺ سوار ہوئے ہم بھی سوار ہوئے اور ہم نے صف بندی کر لی، شام اور رات اسی طرح گزری، پھر دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے آواز دی: اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، پھر فرمایا: اے مہاجرین! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول (یہاں موجود) ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ اپنے گھوڑے سے اترے اور مٹی کی ایک مٹھی لی اور چہرے بگڑ جائیں فرماتے ہوئے کافروں کی طرف پھینکی اور اللہ عز وجل نے انہیں شکست دے دی، اس معرکے میں موجود مشرکوں کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بڑے کہتے تھے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھری ہو، اور ہم نے اس وقت ایسی آواز سنی گویا زمین و آسمان کے درمیان لوہا کسی لوہے یا طشت پر بج رہا ہے۔(۱۰)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے آئے تو ہم نے تہامہ کی جانب جانے والی وادیوں میں سے ایک نشیبی، ڈھلان اور وسیع وادی میں اترنا شروع کر دیا، ہم اترتے ہی جا رہے تھے، ابھی صبح کی تاریکی ختم نہیں ہوئی تھی، دشمن ہمارے لئے ہر مخفی راستے، ہر گوشے اور ہر تنگ گھاٹی میں چھپے ہوئے تھے، وہ تیار تھے انہوں نے مل کر ہم پر حملہ کر دیا وہ پورے ساز و سامان سے آراستہ تھے، اللہ کی قسم! وادی میں اترتے وقت ہمیں کسی چیز نے خوف زدہ نہیں کیا، مگر دشمن کی فوج نے متحد ہو کر ہم پر اچانک ایسا حملہ کیا گویا وہ ایک آدمی کا ہو، اور لوگ پیچھے بھاگنے لگے اور کوئی ایک دوسرے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ دائیں طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور آوازیں دیں لوگو! میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں، اونٹ سے اونٹ بھڑ رہا تھا (لوگ افراتفری میں اپنے اونٹ بھگا رہے تھے) لوگ چلے گئے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مہاجرین، انصار اور آپ کے اہل بیت کے چند افراد باقی رہ گئے، ان ثابت قدم رہنے والوں میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، آپ ﷺ کے اہل بیت میں حضرت علی بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، ان کے بیٹے فضل بن عباس، ابوسفیان بن حارث، ربیعہ بن الحارث، ام ایمن کے صاحبزادے ایمن بن عبید اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم تھے۔ ہوازن کا ایک آدمی سرخ اونٹ پر ایک سیاہ جھنڈا لئے ہوئے تھا جو لمبے سے نیزے کے سرے پر لگا رکھا تھا، وہ لوگوں میں آگے آگے تھا اور ہوازن اس کے پیچھے تھے، یہ شخص جب کسی کو زد میں لیتا تو اسے نیزے سے مار دیتا اور جب لوگ پیچھے رہ جاتے تو جھنڈا بلند کر کے انہیں دکھاتا اور لوگ اس کے پیچھے چلنے لگتے۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہوازن کا جھنڈے والا شخص اپنے اونٹ پر کارروائی جاری رکھے ہوئے تھا کہ حضرت علی بن ابی طالب اور ایک انصاری اس پر بہ ارادۂ قتل ٹوٹ پڑے، علی رضی اللہ عنہ اس

کے پیچھے کی طرف آئے اور اونٹ کی پچھلی دونوں ٹانگوں کے ٹخنوں پر تلوار کی ضرب لگائی، اونٹ سرین کے بل گر پڑا، ادھر انصاری نے اس آدمی پر چھلانگ لگا کر ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ نصف پنڈلی سے کٹ کر الگ جا پڑی، اور وہ اپنی سواری سے گر گیا اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، بہ خدا جو لوگ ہزیمت اٹھا کر واپس جاتے وہ واپس نہ آتے یہاں تک کہ انہیں قیدی بنا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔(۱۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، لوگ آپ سے پیٹھ پھیر کر بھاگے، آپ کے ساتھ مہاجرین اور انصار میں سے اَسّی آدمی ثابت قدم رہے، ہم تقریباً اَسّی قدم پیچھے ہٹے لیکن ہم نے پیٹھ نہیں پھیری، یہ وہی صحابہ کرام تھے جن پر اللہ عز وجل نے سکینہ (سکون واطمینان) نازل فرمایا۔(۱۲) رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر آگے بڑھ رہے تھے، خچر کی رفتار تیز ہوئی تو آپ زین سے نیچے کو جھکے، میں نے عرض کی: سر اٹھایئے اللہ آپ کے سر کو بلند فرمائے، آپ نے فرمایا: مجھے مٹی کی مٹھی اٹھا کر دو، آپ نے وہ مٹی مشرکوں کی چہروں پر ماری جس سے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں، پھر آپ نے فرمایا: مہاجرین اور انصار کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ یہ رہے، آپ نے فرمایا: انہیں آواز دو، میں نے انہیں زور سے آواز دی تو وہ ہاتھوں میں ستاروں کی طرح چمک دار تلواریں لئے حاضر ہو گئے اور مشرک پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔(۱۳)

انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے قبیلۂ قیس کے ایک شخص نے سوال کیا: کیا آپ لوگ حنین کے روز رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن بہ خدا رسول اللہ ﷺ نے پشت نہیں پھیری، دراصل ہوازن کے لوگ ماہر تیر انداز تھے، ہم نے ان پر حملہ کیا، وہ بھاگے ہم مالِ غنیمت جمع کرنے لگے تو انہوں نے ہمیں تیروں کی باڑھ پر رکھ لیا، اس وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے، ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ نے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور آپ فرما رہے تھے:

انا النّبیّ لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔(۱۴)

امّ سلیم رضی اللہ عنہا میدان کارزار میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ حنین کے روز جب مسلمان پسپا ہوئے، ام سلیم رضی

اللہ عنہا نے پکار کر کہا: یا رسول اللہ! جو لوگ آپ کو چھوڑ کر پسپا ہوئے ہیں انہیں قتل کرا دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! اللہ عزوجل ہمیں کافی ہو گیا اور اس نے خوب معاملہ فرمایا ہے۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آئے ان کے پاس خنجر دیکھ کر پوچھا: یہ کیا ہے؟ ام سلیم بولیں اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں گی، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! دیکھئے ام سلیم کیا کہہ رہی ہیں۔ (۱۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ حنین کے دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ام سلیم کے معاملے میں ہنسانے آئے، عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے ام سلیم کو ملاحظہ فرمایا، اس کے پاس خنجر ہے، رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا: ام سلیم! اس خنجر سے کیا کرو گی؟ وہ بولیں: اگر کوئی کافر میرے قریب آیا میں اس خنجر سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ (۱۶)

مقتول کا سامان قاتل کے لئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے روز ارشاد فرمایا: جس (مجاہد) نے کسی کافر کو قتل کیا اس کا سلب (ساز و سامان) اسی (مجاہد) کا ہے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس روز بیس کافروں کو قتل کیا اور ان کا ساز و سامان حاصل کیا۔ (۱۷)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے روز میں نے ایک (کافر) شخص سے مقابلہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا ساز و سامان مجھے عطا فرما دیا۔ (۱۸)

میرے ہر عمل کا مدار تیری ذات پر ہے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین کے دنوں میں نماز فجر کے بعد خلاف معمول اپنے ہونٹ ہلاتے رہتے تھے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کو ایسا کام کرتے دیکھتے ہیں جو آپ نہیں کرتے تھے، آپ کے ہونٹ کیوں ہلتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں ایک پیغمبر تھے جنہیں اپنی امت کی کثرت سے خوشی ہوئی اور انہوں نے کہہ دیا: یہ لوگ ہرگز شکست نہیں کھا سکتے، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی، اپنی امت کے لئے ان تین میں سے ایک چیز کو پسند کر لو یا ہم ان پر کسی دشمن کو مسلط کر دیں جو ان کا خون بہائے یا بھوک یا ان پر موت بھیج دوں؟ ان لوگوں سے مشورہ لے لو، لوگوں نے کہا: ہمیں دشمن سے مقابلے کی طاقت نہیں، بھوک پر ہمارا صبر ممکن نہیں، البتہ موت مناسب ہے تو ان پر موت بھیجی گئی اور تین دن میں ان کے ستر ہزار آدمی مر گئے، رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: میں اب (اپنی امت کے) لوگوں کی کثرت دیکھ کر کہتا ہوں، اے اللہ! میں تیری مدد سے تدبیر کرتا ہوں، تیری مدد سے حملہ کرتا ہوں اور تیری مدد ہی سے قتال کرتا ہوں۔(۱۹)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے آہستہ سے کچھ کہتے تھے جو ہماری سمجھ میں نہ آتا، نہ ہی آپ اس کے بارے میں بتاتے تھے، پھر فرمایا: تم نے مجھے اس طرح کرتے دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: پہلے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر تھے جنہیں اپنی قوم کا ایک بڑا لشکر عطا کیا گیا، انہوں نے کہہ دیا: انہیں کوئی شکست دے سکتا ہے؟ اللہ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم کے لئے ان تین میں سے ایک پسند کرو، یا ہم ان پر اجنبی دشمن مسلط کردیں یا بھوک یا موت؟ انہوں نے اپنی قوم سے مشورہ لیا، لوگوں نے کہا: آپ اللہ کے نبی ہیں، یہ معاملہ آپ کے حوالے ہے، ہمارے لئے آپ جو چاہیں پسند فرمالیجئے، نبی علیہ السلام نماز کے لئے کھڑے ہوئے، انبیاء کرام کا یہی معمول رہا ہے کہ جب ان پر کوئی پریشانی آتی تھی وہ نماز میں مصروف ہوتے تھے، اللہ نے جس قدر چاہا وہ نماز میں مشغول رہے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہنے لگے: یا رب! ان پر اجنبی دشمن یا بھوک مسلط نہ فرما، ان پر موت کو مسلط فرمادے، سو تین دن میں ان کے ستر ہزار لوگ مرگئے، میں آہستہ آہستہ یہ کہتا ہوں: اے اللہ! میں تیری مدد سے جنگ کرتا ہوں اور تیری مدد سے حملہ کرتا ہوں، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے عطا ہوتی ہے۔(۲۰)

ابن درید بن الصمہ کا قتل اور ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے حنین میں ہوازن کو شکست سے دوچار فرمادیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا تعاقب کرنے کے لئے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے ایک دستہ روانہ فرمایا، میں بھی تعاقب کرنے والے دستے میں شامل تھا، ابو عامر رضی اللہ عنہ نے برق رفتاری سے اپنا گھوڑا دوڑایا اور ابن درید بن صمہ کو پالیا، اس نے ابو عامر رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا اور جھنڈا لے لیا، یہ دیکھ کر میں نے ابن درید پر سخت حملہ کردیا اور اسے قتل کرکے جھنڈا لے لیا اور لوگوں کے ساتھ واپس آگیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھنڈا اٹھائے دیکھا تو دریافت فرمایا: کیا ابو عامر شہید ہوگیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ، میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور فرمایا: اے اللہ! اپنے پیارے بندے ابو عامر عبید کو قیامت کے روز اکثرین میں شامل فرما۔(۲۱)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ٹھکانے کی تلاش

حضرت عبد الرحمٰن بن از ہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوۂ حنین کے دن دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان سے گزر رہے تھے اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ٹھکانے کا معلوم فرما رہے تھے کہ ایک شخص کو نشے کی حالت میں لایا گیا، آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم فرمایا کہ ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے وہ اسی سے اس شخص کو ماریں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر مٹی پھینکی۔ (۲۲)

حضرت عبد الرحمٰن بن از ہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار دستے کے سالار تھے، وہ اس روز زخمی ہو گئے، جب اللہ نے کفار کو شکست سے ہم کنار کر دیا اور مسلمان اپنے ٹھکانوں کی طرف پلٹ آئے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ مسلمانوں کے درمیان چلتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ خالد بن ولید کے ٹھکانے کا کون بتائے گا؟ میں اس وقت بالغ لڑکا تھا میں آپ کے آگے یہ کہتے ہوئے دوڑنے لگا کہ خالد کے ٹھکانے کا پتہ کون بتائے گا؟ یہاں تک کہ ہم خالد رضی اللہ عنہ کے ٹھکانے پر جا پہنچے، خالد بن ولید اپنے کجاوے کے پچھلے حصے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، رسول اللہ ﷺ نے آکر ان کا زخم ملاحظہ فرمایا اور لعاب دہن لگایا۔ (۲۳)

حنین کے بعد طائف کا محاصرہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مکہ فتح کیا پھر غزوۂ حنین کیا، مشرکوں نے بہترین صف بندی کی جو میں نے کبھی نہیں دیکھی، پہلے گھڑ سواروں نے صف باندھی، پھر پیدل لڑنے والوں نے، ان کے پیچھے عورتوں نے صف بندی کی، پھر بکریوں کی اور ان کے پیچھے اونٹوں کی صف بندی کی گئی، ہم بہت سے لوگ تھے ہماری تعداد چھ ہزار کو پہنچ چکی تھی، ہمارے گھڑ سواروں کے میمنہ کے سالار خالد بن ولید تھے، (اچانک حملے میں) ہمارے گھڑ سوار ہمارے پس پشت پناہ لینے لگے، اور تھوڑی دیر میں ہمارے سوار چھٹ گئے، بدوی اور ہماری پہچان کے لوگ فرار ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے آواز دی: اے مہاجرین، اے مہاجرین! پھر فرمایا: اے انصار، اے انصار! ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں پھر رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے، اللہ کی قسم! ہم ان لوگوں تک پہنچنے بھی نہ پائے کہ اللہ نے انہیں شکست دے دی، ہم نے اس مال پر قبضہ کر لیا، پھر ہم طائف کی طرف گئے اور طائف والوں کا چالیس روز محاصرہ کیا، پھر ہم مکہ کو لوٹ آئے اور وہاں اترے۔ (۲۴)

غلاموں کے لئے آزادی کا پروانہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ طائف کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مشرکوں کا) جو غلام ہمارے پاس آجائے گا وہ آزاد ہے، چناں چہ کئی غلام جن میں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے نکل آئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کردیا۔ (۲۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے روز مشرکوں کے ان غلاموں کو آزاد کردیا جو آپ کے پاس آ گئے تھے۔ (۲۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا، دو غلام آپ کے پاس آ گئے جن میں ایک ابو بکرہ رضی اللہ عنہ تھے آپ نے انہیں آزاد کردیا، رسول اللہ ﷺ اپنے پاس آنے والے ہر غلام کو آزاد فرمادیتے تھے۔ (۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اپنے مالکوں سے پہلے جو غلام مسلمان ہوکر آجاتا رسول اللہ ﷺ اسے آزاد فرمادیتے تھے، طائف کے دن بھی آپ نے دو شخصوں کو آزاد فرمادیا تھا۔ (۲۸)

ایک ثقفی صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے تین چیزوں کی درخواست کی تھی لیکن آپ نے ہمیں ان کی اجازت نہیں دی، ہم نے عرض کیا ہمارا علاقہ ٹھنڈا ہے ہمیں وضو نہ کرنے کی رخصت دی جائے، آپ نے ہمیں اس کی اجازت نہ دی، ہم نے آپ سے کدو کے برتن (کے استعمال) کی اجازت طلب کی، (یہ برتن شراب کی تیاری میں استعمال ہوتے تھے) آپ نے ہمیں اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی اور ہم نے آپ سے درخواست کی کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ ہمیں واپس کیا جائے یہ ہمارا غلام تھا اور اس نے ہم سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا، آپ نے انکار کردیا اور فرمایا: ابو بکرہ اللہ اور اس کے رسول کا آزاد کردہ ہے، ابو بکرہ رضی اللہ عنہ اس وقت (قلعے سے) نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تھے اور اسلام قبول کرلیا تھا جب آپ نے طائف کا محاصرہ فرمایا ہوا تھا۔ (۲۹)

راہِ خدا میں تیراندازی اور غلام آزاد کرنے کی فضیلت

حضرت ابو نجیح السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کے قلعے کا محاصرہ کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں ایک تیر ہدف تک پہنچایا اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہے، میں نے اس روز سولہ تیر ہدف پر پھینکے، اور آپ نے فرمایا: جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں ایک تیر پھینکا یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، اور جو شخص

اللہ عزوجل کی راہ میں بوڑھا ہوا یہ بڑھاپا اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا، اور جس مسلمان شخص نے کسی مسلمان کو آزاد کیا اللہ عزوجل اس کی ہر ہڈی کو آزاد کرنے والے کی ہر ہڈی کے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بنائے گا، اسی طرح جس مسلمان خاتون نے کسی مسلمان خاتون کو آزاد کیا اللہ عزوجل اس کی ہر ہڈی کو آزاد کرنے والی خاتون کی ہڈی کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بنائے گا۔ (۳۰)

طائف کا محاصرہ اٹھانے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب طائف والوں کا محاصرہ فرمایا، محاصرے سے کوئی فائدہ نہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ہم ان شاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے۔ گویا مسلمانوں پر یہ بات گراں گزری، آپ نے فرمایا: اچھا تو کل جنگ کرنا، دوسرے دن جنگ ہوئی تو کافی لوگ زخمی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل ان شاء اللہ ہم واپس ہوں گے، مسلمان یہ سن کر خوش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ (۳۱)

قیدی خواتین کے متعلق ہدایت

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اوطاس کی قیدی خواتین کے متعلق فرمایا: کوئی شخص حاملہ باندی سے وضع حمل سے پہلے مباشرت نہ کرے، نہ غیر حاملہ سے ایک حیض گزرنے سے پہلے مباشرت کرے۔ (۳۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اوطاس کے قیدیوں میں عورتیں بھی ہماری قیدی بنیں، جن کے مشرک شوہر موجود تھے، رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے ان سے قربت کو گناہ خیال کیا، ہم نے نبی ﷺ سے سوال کیا، تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلاَّ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (۳۳)

اور (تم پر حرام کی گئی ہیں) وہ عورتیں جو دوسروں کے نکاح میں ہوں مگر (کافروں کی وہ عورتیں) جن کے تم مالک ہو جاؤ۔ (۳۴)

جعرانہ میں حنین کے غنائم کی تقسیم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں حنین کے اموالِ غنیمت تقسیم فرمائے، لوگوں نے آپ پر ہجوم کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اپنے

بندوں میں ایک بندے کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا، قوم کے لوگوں نے انہیں جھٹلایا اور ان کو زخمی کر دیا، وہ (پیغمبر گرامی علیہ السلام) اپنی پیشانی سے خون پونچھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: پروردگار! میری قوم کو معاف فرمادے یہ مجھے نہیں جانتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ منظر آب بھی میری نگاہوں کے سامنے ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس پیغمبر (علیہ السلام) کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے اپنی پیشانی کو صاف فرما رہے تھے۔(۳۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں غزوۂ حنین کے غنائم تقسیم فرمائے، لوگوں نے آپ پر ہجوم کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا، لوگوں نے انہیں مارا اور زخمی کر دیا، وہ اپنی پیشانی سے خون پونچھتے جارہے تھے اور کہتے جاتے تھے: پروردگار! میری قوم کی مغفرت فرما یہ (میرے مرتبے اور پیغام کے متعلق) نہیں جانتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گویا میں اب بھی وہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اس پیغمبر کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے اپنی پیشانی سے خون پونچھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: پروردگار! میری قوم کو معاف فرمادے یہ نہیں جانتے۔(۳۶)

صفوان بن امیہ کو عطا

صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین کے موقع پر مجھے اتنا عطا فرماتے رہے کہ آپ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے، حال آں کہ اس سے قبل آپ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض (قابل نفرت) تھے۔(۳۷)

ذوالخویصرہ تمیمی کا اعتراض

مقسم ابی القاسم بیان کرتے ہیں کہ میں اور تلید بن کلاب لیثی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، وہ اپنا جوتا ہاتھ میں لٹکائے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، ہم نے ان سے کہا: کیا آپ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے جب جنگ حنین کے موقع پر ایک تمیمی نے رسول اللہ ﷺ سے گفت گو کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، بنو تمیم کا ایک شخص آیا جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا اور آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا، آپ اس وقت لوگوں کو مالِ غنیمت عطا فرما رہے تھے، اس نے کہا:

اے محمد! (ﷺ) آج کے دن آپ نے جو کچھ کیا ہے میں نے دیکھا ہے، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، پھر کیسا دیکھا؟ اس نے کہا: میں نے آپ کو عدل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا، آپ نے فرمایا: تیرا ناس ہو جب میرے پاس عدل نہیں ہوگا تو کس کے پاس ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں اس کو قتل نہ کردوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اسے چھوڑ دو، عن قریب اس کی ایک جماعت ہوگی جو دین میں تعمق کرے گی (دینی معاملات میں بال کی کھال نکالا کرے گی) یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کسی جسم سے نکل جاتا ہے، اس کے پھل میں دیکھا جائے تو کچھ نظر نہ آئے، خود تیر میں کوئی چیز نہ پائی جائے اور اس کے سوفار میں دیکھا جائے تو کوئی چیز باقی نہ پائی جائے، تیر گوبر اور خون سے صاف نکل گیا۔ (۳۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا جب رسول اللہ ﷺ جعرانہ میں ہوازن کا مال غنیمت لوگوں میں تقسیم فرما رہے تھے، بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی، آپ اسے لوگوں میں تقسیم فرما رہے تھے کہ بنوتمیم کے ایک شخص نے کہا: اے محمد! (ﷺ) عدل کریں، آپ نے فرمایا: تیرا ناس ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں عدل نہ کروں تو خسارے میں رہوں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! کیا میں کھڑے ہو کر اس خبیث منافق کو قتل نہ کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معاذ اللہ! لوگ یہ باتیں نہ کرنے لگیں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا: یہ اور اس کے ساتھی قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ (۳۹)

اموال غنیمت کی تقسیم اور انصار کا حُزن واضطراب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہوازن اور غطفان غزوۂ حنین کے روز نبی اکرم ﷺ کے سامنے بھاری جمعیت لے کر آئے تھے، نبی کے ساتھ اس روز دس ہزار یا اس سے زیادہ لوگ تھے، ان میں طلقا بھی شامل تھے، کافر جانور اور بچے بھی ساتھ لائے ہوئے تھے، جنہیں ان لوگوں نے اپنی صفوں کے پیچھے کھڑا کر دیا تھا، جب جنگ چھڑی، مسلمان پسپا ہوگئے، نبی اکرم ﷺ اس روز سفید خچر پر سوار تھے، آپ نے سواری سے اتر کر آواز دی: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اور لگاتار دو بار آواز دی، داہنی جانب رخ کر کے فرمایا: اے گروہِ انصار! انہوں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ! آپ خوش

ہوں ہم آپ کے ساتھ ہیں، پھر بائیں طرف رخ کر کے فرمایا: اے گروہِ انصار! انصار نے جواب دیا: لبیک یارسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ ہیں، وہ سواریوں سے اتر گئے اور جنگ میں کود پڑے، کفار کو شکست ہوگئی اور مسلمانوں کو مالِ غنیمت حاصل ہوا۔

نبی اکرم ﷺ نے وہ مالِ غنیمت طلقا میں تقسیم فرمادیا، اس پر انصار کے کچھ لوگوں نے کہا: دشواری کے وقت ہمیں بلایا جاتا ہے اور مالِ غنیمت دوسروں میں تقسیم کیا جاتا ہے، نبی ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے انہیں ایک خیمے میں جمع کیا اور فرمایا: اے انصار کے لوگو! یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ انصار خاموش رہے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: انصار کے لوگو! اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا، پھر فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول (ﷺ) کو لے جاؤ، انصار نے کہا: یارسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ ہشام بن زید کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ اس موقع پر موجود تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں کہاں غائب ہوسکتا تھا۔(۴۰)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (غزوۂ حنین کے موقع پر) انصار کے بعض لوگوں نے جمع ہو کر کہا: (مالِ غنیمت میں) ہم پر دوسروں کو ترجیح دی گئی ہے، نبی اکرم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے انصار کو جمع کر کے انہیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے انصار کے لوگو! کیا تم ذلت میں مبتلا نہ تھے کہ اللہ نے تمہیں عزت سے نوازا؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، پھر فرمایا: کیا تم گمراہی کا شکار نہ تھے کہ اللہ نے تمہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا، انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، پھر آپ نے فرمایا: کیا تم تنگ دست نہ تھے پھر اللہ نے تمہیں غنی فرمادیا؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے؟ کیا تم یہ نہیں کہو گے کہ آپ ہمارے پاس بے یارو مددگار آئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ ہمارے پاس خوف زدہ آئے ہم نے آپ کو امن فراہم کیا۔

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ گائے، بکریاں لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے جاؤ، اگر سب لوگ ایک وادی میں چلیں اور تم دوسری وادی میں چلو تو میں تمہاری وادی میں چلوں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ہی ایک فرد ہوتا، اور تم لوگ میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی، تو تم صبر کرنا تا آں کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر آملو۔(۴۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور قبائل

عرب کو عطئے دیے اور انصار کو کچھ نہ دیا تو انصار نے اپنے دلوں میں دکھ محسوس کیا اور ان میں بہت چہ مے گوئی ہوئی، یہاں تک کہ ایک کہنے والے نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے جا ملے ہیں، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! آپ نے حاصل شدہ مالِ غنیمت میں جو کچھ کیا ہے اس پر انصار اپنے دلوں میں آپ کے متعلق کچھ خیال کر رہے ہیں، آپ نے اپنی قوم میں مالِ غنیمت تقسیم فرمایا ہے اور بڑے بڑے عطایا قبائل عرب کو عنایت فرمائے ہیں اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سعد! اس بارے میں تمہارا کیا موقف ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بھی تو اپنی قوم کا ایک آدمی ہوں، فرمایا: اچھا تو اپنی قوم کو اس احاطے میں جمع کرو، سعد نے باہر نکل کر لوگوں کو اس احاطے میں جمع کیا، کچھ مہاجر صحابہ بھی آ گئے، سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں اندر آنے دیا، پھر کچھ اور لوگ بھی آ گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس کر دیا، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: انصار کے لوگ آپ کے حسب ارشاد جمع ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لائق حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اے گروہِ انصار! یہ تمہاری چہ مے گوئیاں کیسی ہیں جو مجھ تک پہنچی ہیں اور تمہارے دلوں میں یہ رنج وغم کیسا ہے جو تم نے مجھ پر محسوس کیا ہے؟ کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم گم راہ تھے پھر اللہ نے تمہیں ہدایت دی، تم محتاج تھے اللہ نے تمہیں غنی کر دیا؟ اور تم باہم دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی؟ انصار بولے: جی ہاں! اللہ اور اس کے رسول کا بڑا فضل وکرم ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: گروہِ انصار! کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کو کیا جواب دیں؟ اللہ اور اس کے رسول ہی کا فضل واحسان ہے، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم چاہتے تو جواب دیتے اور تم اپنی اس بات میں بالکل سچے ہوتے اور تمہاری بات سچ مانی جاتی کہ آپ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کو جھٹلایا گیا تھا، ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ کو بے یار ومددگار چھوڑ دیا گیا تھا ہم نے آپ کی مدد کی، آپ کو دھتکار اگیا تھا تو ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ مفلس تھے ہم نے آپ کو آسودگی دی۔

اے انصار کے لوگو! کیا تم دنیا کی حقیر شئے کے لئے غم گین اور رنجیدہ ہو، اس سے میں نے کچھ لوگوں کی دلجوئی کی تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تمہیں میں نے تمہارے اسلام کے حوالے کر دیا، اے انصار! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم اپنے ٹھکانوں میں اللہ کے

رسول کو لوٹا کر لے جاؤ؟ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی کا ایک فرد ہوتا، اگر سارے لوگ ایک راہ چلیں اور انصار دوسری راہ چلیں تو میں بھی انصار کی راہ چلوں گا، اے اللہ! انصار پر اور انصار کی اولاد پر اور ان کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ خطاب سن کر انصار اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں، اور کہنے لگے ہم راضی ہیں کہ ہمارے حصے اور نصیب میں رسول اللہ ﷺ ہیں، اس کے بعد رسول اللہ واپس تشریف لے گئے اور ہم منتشر ہو گئے۔ (۴۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے ہوازن کا مالِ غنیمت اپنے رسول کو عطا فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ قریش کے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو انصار کے چند لوگوں نے کہا: اللہ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے آپ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں جب کہ ہماری تلواروں سے ان کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو انصار کی اس بات کی خبر ملی تو آپ نے انصار کو بلا بھیجا اور انہیں چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا اور ان کے علاوہ کسی اور کو آنے کی اجازت نہ دی۔ جب وہ سب جمع ہو گئے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ انصار نے کہا: ہمارے سمجھ دار لوگوں نے کچھ نہیں کہا، ہاں چند نو عمر (ناسمجھ) لڑکوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ایسے لوگوں کو (مال وغیرہ) دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ قریب ہے اور ان کی دل جوئی کرتا ہوں، کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے ٹھکانوں میں لوٹا کر لے جاؤ؟ اللہ کی قسم! جو چیز تم لے کر لوٹو گے وہ اس سے بہتر ہے جسے لے کر وہ لوگ واپس جائیں گے، انصار عرض گزار ہوئے: ہاں، یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: میرے بعد تم بہت زیادہ ترجیحات دیکھو گے تو تم صبر کرنا، یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرو، میں حوض کوثر پر تمہارا انتظار کروں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے صبر نہیں کیا۔ (۴۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (حنین کے غنائم میں سے) بعض آدمیوں کو سو، سو اونٹ عطا فرمائے، انصار نے آپس میں کہا: آپ ﷺ ان ہی لوگوں کو عطا فرما رہے ہیں جنہوں نے آپ سے جنگیں کی ہیں اور جنہوں نے آپ سے جنگ نہیں کی انہیں عطا نہیں فرما رہے، رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے مہاجرین اور انصار کے سربرآوردہ لوگوں کو اپنے پاس جمع کرنے کا

حکم دیا، پھر ارشاد فرمایا: میرے پاس انصار کے علاوہ کوئی اور نہ آئے، ہم خیمے میں داخل ہوئے خیمہ ہم لوگوں سے بھر گیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انصار کے لوگو! کیا بات ہے جو مجھے پہنچی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تک کیا بات پہنچی ہے؟ دو مرتبہ یہ بات ہوئی، آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ مال و دولت لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے کر اپنے گھروں میں جاؤ، انصار نے کہا: یارسول اللہ! ہم اسی پر خوش ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا، انصار عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہم راضی ہیں، آپ نے فرمایا: خوش رہو۔(۴۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے اموالِ غنیمت میں سے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو سو، سو اونٹ عطا فرمائے، انصار کے بعض لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اموالِ غنیمت ایسے لوگوں کو عطا فرما رہے ہیں جن کی تلواروں سے ہمارے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں یا کہا ہماری تلواروں سے جن کے خون کے قطرے گر رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے انصار کو بلوا بھیجا، (انصار کے جمع ہونے کے بعد) آپ نے دریافت فرمایا! کیا تم میں تمہارا غیر تو نہیں ہے؟ وہ بولے: نہیں، صرف ہمارا بھانجا موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھانجا قوم ہی میں شمار ہوتا ہے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: انصار کے لوگو! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے کر جائیں اور تم محمد (ﷺ) کو اپنے گھروں کی طرف لے کر جاؤ؟ وہ بولے: ہاں یارسول اللہ! ہم راضی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا، انصار میرا استر اور میرے راز دار ہیں، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔(۴۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حنین میں فتح حاصل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے مختلف دستے روانہ فرمائے جو اونٹ اور بکریاں لے کر آئے، آپ نے انہیں قریش میں تقسیم فرما دیا، ہم انصار نے اس بات پر اپنے دلوں میں دکھ محسوس کیا، رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ نے ہمیں جمع فرما کر خطبہ دیا اور فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں اللہ کے رسول (ﷺ) عطا ہوں؟ اللہ کی قسم! اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور تم دوسری گھاٹی میں چلو تو میں تمہاری گھاٹی میں چلوں گا، یہ سن کر انصار بولے:

یارسول اللہ! ہم راضی ہیں۔(۴۶)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ حنین کے روز اپنے رسول ﷺ کو جو مال غنیمت عطا فرمایا، آپ نے اسے ان لوگوں میں تقسیم فرمایا جو مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، انصار کو اس میں سے کچھ بھی مرحمت نہ فرمایا، انصار نے اس چیز کو محسوس کیا کہ انہیں وہ کچھ نہیں ملا جو دوسرے لوگوں کو ملا ہے، آپ نے انصار کو خطبہ دیا اور فرمایا: اے انصار کے لوگو! کیا میں نے تمہیں گم راہ نہیں پایا پھر اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت عطا فرمائی؟ تم متفرق تھے تو اللہ نے میرے ذریعے تمہیں جمع فرمادیا، اور تم مفلس تھے اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں غنی کردیا؟ انصار ہر بات کے جواب میں کہہ رہے تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا بہت بڑا احسان ہے، آپ نے فرمایا: تمہیں کون سی چیز روکتی ہے کہ تم مجھے جواب دو؟ انہوں نے پھر یہی کہا: کہ اللہ اور اس کے رسول کا بہت بڑا احسان ہے، آپ نے فرمایا: اگر چاہو تو تم بھی کہہ سکتے ہو کہ آپ ہمارے پاس اِس اِس حال میں آئے تھے، (ہم نے بھی آپ کے ساتھ احسان کیا تھا) پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے ٹھکانوں میں لے کر جاؤ، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی کا ایک فرد ہوتا، اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا، انصار میرا استر (جسم سے لگا ہوا کپڑا) ہیں اور باقی لوگ ابرا (استر کے اوپر والا کپڑا) ہیں، (انسان کا قرب استر ہی کو حاصل ہوتا ہے) تم میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض (کوثر) پر ملاقات کرو۔(۴۷)

خمس سے عطیئے کا سوال

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے حنین کے خمس کے متعلق سوال کیا کہ آپ نے ہمارے بھائیوں بنوعبدالمطلب اور بنوعبدمناف کو حصہ عطا فرمایا اور ہمیں کچھ نہیں دیا، حال آں کہ آپ سے ہماری اور ان کی قرابت داری یک ساں ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ہاشم اور مطلب کو ایک جیسا سمجھتا ہوں (یہ لوگ زمانۂ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں یک جان رہے ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے) رسول اللہ ﷺ نے اس خمس سے بنوعبدشمس اور بنونوفل کو بھی عطا نہیں فرمایا۔(قرابت داری میں وہ بھی ان حضرات کی طرح تھے)۔

وفد ہوازن کی آمد اور قیدیوں کی رہائی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا، ہوازن کے وفد نے آ کر کہا: اے محمد! (ﷺ) ہم اصل نسل اور خاندانی لوگ ہیں، ہم پر احسان کیجئے، اللہ آپ پر احسان کرے گا، ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ پر مخفی نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں، بچوں اور مال میں سے کسی کو منتخب کر لو، انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں اموال اور عورتوں بچوں میں انتخاب کا اختیار دیا ہے، ہم اپنے بچوں (کی رہائی) کو ترجیح دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاں تک میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے کا تعلق ہے وہ تمہارا ہوا، اور جب میں ظہر کی نماز پڑھ لوں تم کہنا کہ ہم اپنی عورتوں اور بچوں کے بارے میں مسلمانوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرانا چاہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے مسلمانوں سے سفارش کرانے کے خواہاں ہیں۔

چناں چہ انہوں نے ایسا ہی کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میرا اور عبدالمطلب کے حصے کا ہے وہ تمہارا ہوا، مہاجرین نے کہا: جو ہمارے حصے کا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے، انصار نے بھی اسی طرح کہا، عیینہ بن بدر فزاری نے کہا: جو میرا اور بنو فزارہ کا حصہ ہے، وہ نہیں، اقرع بن حابس نے کہا، اور جو بنو تمیم کا حصہ ہے وہ (ہم دینے کے لئے تیار) نہیں، عباس بن مرداس نے کہا: میرا اور بنو سلیم کا جو حصہ ہے وہ (بھی اس میں شامل) نہیں، اس پر قبیلے والوں نے کہا، تم نے غلط کہا بلکہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! ان کی عورتیں اور بچے انہیں واپس کر دو، جو شخص مالِ غنیمت کا کوئی قیدی رکھنا چاہتا ہے (وہ اسے چھوڑ دے) اللہ تعالیٰ ہمیں جو پہلا مالِ غنیمت عطا فرمائے گا، اس میں سے ہم اسے چھ حصے دیں گے۔

پھر رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے، کچھ لوگ آپ سے چمٹ گئے وہ کہہ رہے تھے کہ آپ ہمارا مالِ غنیمت ہمارے درمیان تقسیم فرما دیں، یہاں تک کہ وہ آپ کو ببول کے ایک درخت کی طرف مجبور کر کے لے گئے، جس نے آپ کی چادر اچک لی، آپ نے فرمایا: لوگو! میری چادر واپس کر دو، اللہ کی قسم! اگر تہامہ کے درختوں کے برابر جانور ہوتے تب بھی میں انہیں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا، تم مجھے بخیل پاتے نہ بزدل اور جھوٹا۔ پھر آپ اپنے اونٹ کے قریب ہوئے اور اس کی کوہان سے ایک بال لے کر اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی میں لیا اور اسے بلند کر کے فرمایا: لوگو! خمس کے علاوہ اس مالِ غنیمت میں اس بال کے برابر میرا کوئی حصہ نہیں ہے، اور خمس بھی تم پر لوٹا دیا جاتا ہے، سو (مالِ غنیمت میں سے لیا ہوا) سوئی

اور دھاگہ بھی واپس کردو، کیوں کہ مالِ غنیمت میں خیانت قیامت کے روز خائن کے لئے شرمندگی، جہنم اور عیب و رسوائی ہوگی۔

ایک آدمی کھڑا ہوا جس کے پاس بالوں کا گولا تھا، عرض کیا: میں نے یہ اس لئے لیا، تاکہ اپنے اونٹ کا پالان درست کرلوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس میں جو میرا اور بنوعبدالمطلب کا حصہ ہے وہ تمہارا ہوا، وہ کہنے لگا: یارسول اللہ! جب بات یہاں تک پہنچی ہوئی ہے تو اب مجھے اس کی ضرورت نہیں اور اس نے اسے (مال غنیمت میں) پھینک دیا۔ (۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جعرانہ میں ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اصل بھی ہیں اور نسل بھی (قبائل کی اصل بھی ہم سے ہے اور جو شاخیں پھوٹ کر خاندان بنے ہیں وہ بھی ہم سے ہیں) ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے، ہم پر احسان کیجئے اللہ آپ پر احسان فرمائے گا، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہیں اپنے بچے اور عورتیں زیادہ پیارے ہیں یا اپنے اموال؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے ہمیں اپنے عورتوں، بچوں اور اموال میں انتخاب کا اختیار دیا ہے، ہمیں اپنی عورتیں اور بچے واپس فرمادیں، وہ ہمیں زیادہ پیارے ہیں، آپ نے ان سے فرمایا: جو میرے اور عبد المطلب کے حصے کا ہے وہ تمہارا ہے۔ جب میں لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھالوں تم کھڑے ہو جانا اور کہنا: ہم اپنے بچوں اور عورتوں کے سلسلے میں مسلمانوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرانا چاہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے مسلمانوں سے سفارش کے خواہاں ہیں، میں اس وقت تمہیں (اپنے حصے کے قیدی) دوں گا اور تمہارے (قیدیوں کی رہائی کے) لئے سوال کروں گا۔

چناں چہ جب رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو انہوں نے کھڑے ہو کر وہی کہا جس کا آپ نے انہیں حکم دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میرے اور بنوعبدالمطلب کے حصے کا ہے وہ تمہارا ہے، مہاجرین نے (یہ سن کر) کہا: جو ہمارے حصے کا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے، انصار بولے جو ہمارے حصے میں آئے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ہے، اقرع بن حابس نے کہا: میں اور بنوتمیم اس میں شامل نہیں، عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر نے کہا: میں اور بنوفزارہ بھی اس میں شامل نہیں ہیں، عباس بن مرداس نے کہا: میرا اور بنوسلیم کا حصہ بھی اس میں شامل نہیں ہے، یہ سن کر بنوسلیم کے لوگوں نے کہا: نہیں ہمارا حصہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ہے، اس پر عباس نے کہا: بنوسلیم کے لوگو! تم نے میری توہین کردی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو بھی اپنے حصے کا قیدی روکنا ہی چاہتا ہو (بلا معاوضہ نہ

چھوڑنا چاہتا ہو) ہم اسے آئندہ حاصل ہونے والے مالِ غنیمت میں ہر انسان کے بدلے چھ اونٹ دیں گے۔ سو لوگوں نے ہوازن کے بچے اور عورتیں واپس کردیں۔ (۴۹)

مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے پاس جب ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا، اور انہوں نے اپنے قیدی اور مال واپس کرنے کی درخواست کی، آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میرے ساتھ جو لوگ ہیں ان کو تم دیکھ رہے ہو (مال اور قیدی ان کی ملکیت میں جا چکے ہیں) اور مجھے سچ بات زیادہ پسند ہے، دو میں سے ایک کو منتخب کرلو قیدی یا مال، میں تمہارا انتظار کرتا رہا، رسول اللہ ﷺ نے طائف سے واپس آنے کے بعد دس سے زیادہ راتیں ان کا انتظار فرمایا تھا (مگر انہوں نے آنے میں دیر کردی تھی) جب انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو انہوں نے کہا: ہم اپنے قیدی واپس لینا چاہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ عز وجل کی اس کی شان کے لائق تعریف کرنے کے بعد فرمایا: اما بعد! تمہارے یہ بھائی تائب ہو کر (اسلام قبول کر کے) تمہارے پاس آئے ہیں، میری رائے ہے کہ میں ان کے قیدی واپس کر دوں، سو جو شخص خوشی سے اپنا قیدی چھوڑ دے وہ ایسا کرے، اور جو شخص اس مالِ فَے میں سے جو سب سے پہلے اللہ ہمیں عطا فرمائے اس کا بدلہ لینا چاہے وہ اس شرط پر اپنا قیدی چھوڑ دے، لوگوں نے کہا: ہم بہ خوشی رسول اللہ ﷺ کے لئے قیدی چھوڑنے پر تیار ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی، لہٰذا تم لوگ واپس جاؤ اور پھر تمہارے سردار مجھے تمہاری مرضی سے مطلع کریں، لوگ چلے گئے، ان کے سرداروں نے ان سے بات کی، اور سرداروں نے واپس آ کر بتایا کہ سب بہ خوشی اپنے قیدی چھوڑنے پر رضامند ہیں۔ (۵۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک لڑکی عطا فرمائی، عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مجھے ہبہ کردی، میں نے اسے بنو جمح میں اپنے ننھیال میں بھیج دیا، تاکہ وہ اسے میرے لئے تیار کریں، اور میں بیت اللہ کا طواف کر آؤں، میرا واپسی پر اس سے خلوت کا ارادہ تھا، طواف سے فارغ ہو کر جب میں مسجد سے نکلا میں نے لوگوں کو بھاگتے دوڑتے دیکھا، میں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہمارے بچے اور عورتیں واپس کردی ہیں، میں نے کہا: تمہاری ایک لڑکی بنو جمح میں بھی ہے، جاؤ اسے لے لو، وہ لوگ گئے اور اسے وہاں سے لے آئے۔ (۵۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ حنین سے واپس لوٹے، عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے زمانۂ جاہلیت کی اس منت کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے ایک دن کے اعتکاف کے لئے مانی تھی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں وہ منت پوری کرنے کا حکم دیا، عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہو گئے، اور انہوں نے میرے ساتھ اس لڑکی (باندی) کو بھیج دیا جو انہیں غزوۂ حنین میں ملی تھی، میں نے اسے ایک بدوی کے گھر میں ٹھہرایا، اچانک میں نے حنین کے قیدیوں کو نکل کر دوڑتے ہوئے دیکھا جو یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آزاد فرما دیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: جاؤ اس باندی کو آزاد کردو، چناں چہ میں نے جا کر اسے آزاد کر دیا۔ (۵۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جعرانہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میں نے زمانۂ جاہلیت میں منت مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا، ان کے پاس ہوازن کا ایک قیدی لڑکا بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ، اعتکاف کرو، وہ اعتکاف میں چلے گئے، اسی دوران کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں کو رہا فرما دیا ہے، چناں چہ عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے کو بلا کر اسے آزاد کر دیا۔ (۵۳)

جعرانہ سے رسول اللہ ﷺ کا عمرہ

حضرت محرش الکعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کے وقت عمرے کے لئے جعرانہ سے روانہ ہوئے، مکے میں عمرہ کیا پھر اسی رات ہی میں واپس آ گئے، صبح ہوئی تو ایسا لگتا تھا جسے آپ نے رات یہیں گزاری ہے، میں نے آپ کی پشت کو دیکھا وہ چاندی میں ڈھلی ہوئی لگتی تھی، جب سورج ڈھل گیا آپ جعرانہ سے نکل کر بطن سرف میں آئے اور مدینے کے راستے پر ہو لئے، اسی لئے آپ کے عمرے کا حال بہت سے لوگوں پر مخفی رہا۔ (۵۴)

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے (حج کی فرضیت کے بعد) کتنے حج کیے؟ انہوں نے بتایا: ایک مرتبہ اور چار مرتبہ عمرہ کیا، ایک عمرہ حدیبیہ کے زمانے میں، دوسرا ذی القعدہ کے مہینے میں مدینہ طیبہ سے، تیسرا عمرہ ذی قعدہ میں جعرانہ سے، جب آپ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم فرما چکے تھے، اور چوتھا عمرہ اپنے حج کے ساتھ فرمایا تھا۔ (۵۵)

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ نے کتنے

عمرے کیے؟ انہوں نے کہا: چار، ذی قعدہ کے مہینے میں وہ عمرہ جب مشرکوں نے آپ کو (حدیبیہ میں) روک دیا تھا، آئندہ سال ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ، حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کرنے کے بعد ذی قعدہ ہی کے مہینے میں جعرانہ سے عمرہ اور اپنے حج کے ساتھ عمرہ۔(۵۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے جعرانہ سے عمرہ کیا، طواف کے پہلے تین چکروں میں رَمل کیا اور چار میں (معمول کے مطابق) چلے، اور اپنی چادریں بغلوں کے نیچے سے نکال کر اصطباع کیا اور انہیں اپنے بائیں کندھوں پر ڈالا۔(۵۷)

بارش کی وجہ سے اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھنے کا حکم

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے موقع پر بارش والے دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے منادی کو حکم فرمایا اس نے اعلان کیا: اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔(۵۸)

حضرت اسامہ الھذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، بارش ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آپ کے حکم سے یہ اعلان کیا کہ اپنے ٹھکانوں میں نماز ادا کر لو۔(۵۹)

متفرقات

مالِ غنیمت کے حصول کے لئے بدویوں کا ہجوم

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین سے واپس آ رہے تھے کہ بدویوں نے آپ کو گھیر لیا وہ آپ سے کچھ مانگنے لگے، یہاں تک کہ وہ آپ کو ببول کے ایک درخت کی طرف مجبور کر کے لے گئے، جس نے آپ کی چادر اچک لی، آپ اپنی سواری پر تھے، رسول اللہ ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا: میری چادر مجھے دے دو، اگر ان درختوں کی تعداد کے برابر چوپائے میرے پاس ہوتے تو میں انہیں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا، تم مجھے بخیل پاتے نہ جھوٹا نہ بزدل۔(۶۰)

مالِ غنیمت کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

حضرت سلمہ بن المحبق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے موقع پر اللہ کے نبی ﷺ ایک مشکیزے کے پاس آئے اور اس سے پانی طلب فرمایا، وہاں ایک خاتون موجود تھی، اس نے عرض کیا یہ

مردہ جانور کی کھال کا ہے، آپ نے فرمایا: اس سے پوچھو: کیا اسے رنگا نہیں گیا؟ وہ بولی: اسے رنگا گیا ہے، پھر اس مشکیزے سے آپ کی ضرورت پوری کی گئی، آپ نے ارشاد فرمایا: کھال کی دباغت (رنگنا) اس کی پاکیزگی ہوتی ہے۔(۶۱)

جنت میں صرف مؤمن جائے گا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حنین میں تھے نبی اکرم ﷺ نے نُعیم کو حکم دیا لوگوں میں اعلان کردو کہ سنو! جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوگا۔(۶۲)

پیغمبر کے لئے خفیہ اشارہ کرنا مناسب نہیں

علاء بن زیاد العدوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابوحمزہ! کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، غزوۂ حنین میں میں آپ کے ساتھ موجود تھا، مشرک کثرت سے نکلے اور ہم پر حملہ آور ہوئے، یہاں تک کہ ہم نے اپنے گھڑسواروں کو اپنے پس پشت دیکھا، مشرکوں میں ایک ایسا شخص تھا جو ہم پر حملہ آور ہوا وہ ہمیں رگڑ رہا تھا اور کھدیڑ رہا تھا، جب اللہ کے نبی ﷺ نے یہ ملاحظہ فرمایا آپ اتر پڑے، اللہ عزوجل نے مشرکوں کو شکست دے دی وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے، نبی کریم ﷺ فتح حاصل ہوتے دیکھ کر کھڑے ہوگئے (فتح کے بعد) ایک ایک کرکے قیدی لائے جانے لگے آپ سے اسلام پر بیعت کرنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا: میری نذر ہے اگر اس شخص کو بہ طور قیدی لایا گیا جو اس روز ہمیں کھدیڑ رہا تھا میں ضرور اس کی گردن اڑادوں گا، نبی ﷺ خاموش رہے، اس آدمی کو لایا گیا، اس نے اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھ کر کہا: اللہ کے نبی! میں نے اللہ سے توبہ کرلی، میں نے اللہ سے توبہ کرلی، آپ نے بیعت میں توقف فرمایا تاکہ وہ صحابی اپنی نذر پوری کرلے، اور وہ صحابی اس انتظار میں رہے کہ نبی ﷺ اسے اس شخص کے قتل کا حکم فرمائیں گے اور وہ بغیر اجازت اس کے قتل سے ڈر رہا تھا، جب نبی ﷺ نے دیکھا وہ صحابی کچھ نہیں کررہے تو آپ نے اسے بیعت فرمالیا، اس صحابی نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میری نذر کا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: میں اسے بیعت کرنے سے اس وقت تک جو رکا رہا تاکہ تم اپنی منت پوری کرلو، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ نے مجھے خفیہ اشارہ کیوں نہیں فرمایا، آپ نے ارشاد فرمایا: پیغمبر کی یہ شان نہیں کہ وہ خفیہ اشارہ کرے۔(۶۳)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان کی تعلیم

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں چند نوجوانوں کے ساتھ نکلا، ہم لوگ حنین کے راستے میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ حنین سے واپس آ رہے تھے، راستے ہی میں ہمیں رسول اللہ ﷺ ملے، رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے آپ کے پاس نماز کے لئے اذان دی، ہم نے مؤذن کی آواز سنی تو ہم بھی بہ طور مذاق اونچی آواز سے اس کی نقل اتارنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ہماری آواز سن لی اور فرمایا: ان نوجوانوں کو میرے پاس لاؤ، ہمیں آپ کے سامنے کھڑا کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے سب سے اونچی آواز کس کی تھی؟ سب نے میری طرف اشارہ کیا اور وہ سچ کہہ رہے تھے، آپ نے سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا اور فرمایا: اٹھو، نماز کے لئے اذان کہو، میں کھڑا ہوا، اور اس وقت رسول اللہ ﷺ اور آپ کا کچھ بھی عطا فرمانا مجھے سب سے زیادہ ناپسند تھا، میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا، پھر رسول اللہ ﷺ نے خود بہ نفس نفیس مجھے اذان سکھائی، آپ نے فرمایا: کہو **الله اکبر، الله اکبر، اشهد ا ن لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمدا رسول الله، اشهد ان محمدا رسول الله**، پھر مجھ سے فرمایا: بلند آواز سے پھر کہو: **اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمدا رسول الله، اشهد ان محمدا رسول الله، حی علی الصلاة، حی علی الصلاة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، الله اکبر، الله اکبر، لا اله الا الله**

اذان کہنے کے بعد آپ نے مجھے بلایا اور مجھے ایک تھیلی عطا فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی، پھر آپ نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھ کر دو مرتبہ اسے میرے چہرے پر پھیرا، پھر دو مرتبہ میرے ہاتھوں اور جگر پر ہاتھ پھیرا، یہاں تک کہ آپ کا دست مبارک میری ناف تک پہنچا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے برکت عطا فرمائے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے مکہ میں مؤذن مقرر فرما دیں، آپ نے فرمایا: میں نے تجھے مقرر کر دیا ہے، میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کے لئے جتنی نفرت تھی سب ختم ہوگئی، اور اس کی جگہ رسول اللہ ﷺ کی محبت نے لے لی۔ میں مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے عامل عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ان کے ساتھ نماز کے لئے اذان دی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم صبح کے لئے اذان کہو تو دو مرتبہ **الصلوٰة خیر من النوم، الصلوٰة خیر من النوم** کہو اور جب تم اقامت کہو تو دو مرتبہ **قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة**

کہو۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ (اس کے بعد) اپنی پیشانی کے بال نہیں کاٹتے تھے، نہ ان میں مانگ نکالتے تھے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان بالوں پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابومحذورہ کو اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات تعلیم فرمائے تھے۔ (۶۴)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت اور وصیت میں اعتدال کی تلقین

حضرت عمرو بن القاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حنین کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو (مکہ میں) بیمار چھوڑ گئے، جب آپ (غزوۂ حنین کے بعد) جعرانہ سے عمرے کے لئے تشریف لائے، سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے وہ تکلیف سے نڈھال تھے، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس بہت مال ہے، میرا وارث کلالہ ہے (والدین اور اولاد میں سے کوئی نہیں ہے) کیا میں اپنے سارے مال کے لئے وصیت کردوں یا اسے صدقہ کردوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: دوتہائی؟ فرمایا: نہیں، انہوں نے پوچھا: آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، انہوں نے کہا: ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور یہ بھی بہت ہے۔

پھر سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس سرزمین میں مروں گا جس سے میں ہجرت کر گیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ تمہیں رفعت عطا فرمائے گا، تمہاری وجہ سے بہت سوں کو سرنگوں فرمائے گا اور بہت سوں کو فائدہ پہنچائے گا۔

پھر فرمایا: اے عمرو بن قاری! اگر میرے بعد سعد کا انتقال ہو جائے تو انہیں وہاں دفن کرنا اور آپ نے مدینہ طیبہ کے راستے کی طرف اشارہ فرمایا۔ (۶۵)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات

حضرت لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت انہیں غسل دینے والیوں میں شامل تھی، رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہمیں ازار (چادر) عطا فرمائی پھر قمیص پھر دوپٹہ پھر لفافہ (عورت کے اوڑھنے کی چادر) عطا فرمایا، پھر اس کے بعد انہیں ایک اور کپڑے میں لپیٹ دیا گیا، رسول اللہ ﷺ دروازے کے پاس تھے، کفن آپ کے پاس تھا جسے آپ ایک ایک کپڑا کر کے ہمیں دے رہے تھے۔ (۶۶)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر میں رکھا گیا، رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (۶۷)

ہم نے تمہیں زمین ہی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

مجھے یہ یاد نہیں کہ آپ نے **بسم اللہ و فی سبیل اللہ و علی ملة رسول اللہ** فرمایا تھا یا نہیں، پھر جب لحد بنا دی گئی تو آپ نے ان (لحد بنانے والوں) کی طرف ڈھیلے پھینکے اور فرمایا ان سے اینٹوں کے درمیان خالی جگہیں پُر کردو، پھر ارشاد فرمایا: یہ کوئی شئے نہیں ہے لیکن اس سے زندہ (وارث) کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔(۶۸)

مجاہدین کو ہدایات

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی شخص کو کسی سریئے یا لشکر کا امیر مقرر فرما کر روانہ فرماتے تو اسے خصوصیت کے ساتھ اپنے متعلق اللہ سے ڈرنے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی بھلائی کی وصیت فرماتے، اور فرماتے اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے لڑو، جب تمہارا مشرک دشمنوں سے آمنا سامنا ہو تو انہیں تین میں سے کسی ایک بات کو قبول کرنے کی دعوت دو، وہ ان میں سے جس بات کو قبول کرلیں، اسے تسلیم کرو اور ان پر حملہ نہ کرو، انہیں (سب سے پہلے) اسلام کی دعوت دو، اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو تم قبول کرلو، پھر انہیں ان کے علاقے سے مہاجرین کے علاقے کی طرف منتقل ہونے کی دعوت دو، اور انہیں بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں اور ان پر وہی ذمے داریاں عائد ہوں گی جو مہاجرین پر عائد ہیں، اگر وہ اس سے انکار کردیں اور اپنے علاقے میں رہنا پسند کریں تو انہیں بتاؤ کہ وہ دیہاتی مسلمانوں کی طرح شمار ہوں گے، ان پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو تمام اہل ایمان پر جاری ہوتے ہیں، اور مسلمانوں کے ساتھ جہاد کئے بغیر ان کے لئے مال فے اور غنیمت میں حصہ نہیں ہو گا۔

اگر وہ اس سے انکار کریں تو ان سے جزیہ کا سوال کرو، اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہوں تو ان سے قبول کرلو اور ان سے ہاتھ روک لو اور اگر وہ اس سے بھی انکار کردیں تو پھر اللہ سے مدد چاہو اور ان لوگوں

سے جنگ کرو۔(۶۹)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو کسی بڑے یا چھوٹے لشکر کا امیر بناتے تو اسے بالخصوص اللہ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے اور اس کے ساتھی مسلمانوں کو نیکی کی وصیت کرتے، پھر آپ فرماتے اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو اللہ کے ساتھ کفر کرے اس کے ساتھ جنگ کرو، خیانت نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو، کسی کے اعضاء کاٹ کر اس کی (لاش کی) شکل نہ بگاڑو، اور کسی بچے کو قتل نہ کرو، جب تمہارا اپنے مشرک دشمنوں کے ساتھ مقابلہ ہو تو ان کو تین چیزوں کی دعوت دینا وہ ان میں سے جس کو بھی مان لیں اس کو قبول کر لینا اور جنگ سے رک جانا، پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کر لو اور ان سے جنگ نہ کرو، اور ان سے کہو کہ وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر مہاجرین کے علاقے میں منتقل ہو جائیں اور ان کو یہ بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں اور ان پر وہی ذمے داریاں عائد ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں، اگر وہ مہاجرین کے علاقہ میں منتقل ہونے سے انکار کریں تو ان کو بتا دو کہ پھر ان پر دیہاتی مسلمانوں کا حکم ہو گا، ان پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں لیکن ان کو جہاد میں شمولیت کے بغیر مالِ غنیمت اور مال فے سے کوئی حصہ نہیں ملے گا، پھر اگر وہ لوگ اس دعوت کو قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ کا سوال کرو، اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو تم بھی اس کو قبول کر لو اور ان سے رک جاؤ (جنگ نہ کرو) اور اگر وہ اس کا انکار کر دیں تو پھر اللہ سے مدد مانگو اور ان سے جنگ کرو۔

اور جب تم کسی قلعے والوں کا محاصرہ کرو اور قلعے والے اللہ اور اس کے نبی (ﷺ) کو (کسی عہد پر) ضامن بنانا چاہیں تو تم اللہ اور اس کے نبی کو ضامن نہ بنانا؛ بل کہ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو ضامن بنانا کیوں کہ تمہارے لئے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عہد سے پھر جانا اس سے آسان ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دو۔ اور جب تم کسی قلعے والون کا محاصرہ کر لو اور وہ تم سے چاہیں کہ تم ان کو اللہ کے حکم کے مطابق قلعے سے نکالو تو تم ان کو اللہ کے حکم کے بہ موجب نہ نکالو بل کہ ان کو اپنے حکم کے مطابق نکالو، کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ تمہاری رائے اللہ کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں۔(۷۰)

مجاہدین کے گھروں کی دیکھ بھال

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی بیان کرتی ہیں کہ خباب رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں چلے گئے، رسول اللہ ﷺ ہماری دیکھ بھال فرماتے رہے، یہاں تک کہ ہماری بکری کا دودھ بھی دوہ دیتے تھے،

آپ ایک بڑے پیالے میں اس کا دودھ دوہتے تھے، پیالہ بھر کر چھلکنے لگتا تھا، پھر جب خباب رضی اللہ عنہ واپس آئے انہوں نے اسے دوہا تو حسب معمول دودھ نکلا، تو ہم نے خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ اسے دوہتے تھے تو ہمارا پیالہ بھر جاتا تھا جب آپ نے دوہا تو اس کا دودھ کم ہو گیا۔(۷۱)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت، ذی الحجہ ۸ھ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، میں نے اپنے والد (جد امجد) کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا ہے، پھر آپ نے اسے مدینے کے ابوسیف نامی ایک لوہار کی اہلیہ ام سیف کے سپرد کر دیا (جو انہیں دودھ پلایا کرتی تھیں) رسول اللہ ﷺ (بچے کو دیکھنے کے لئے) وہاں تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، میں ابوسیف کے پاس پہنچا وہ اپنی بھٹی دھونک رہے تھے اور گھر دھویں سے بھرا ہوا تھا، میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر ابوسیف سے کہا: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں، انہوں نے بھٹی دھونکنا بند کر دی، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ نے بچے کو منگوایا اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔(۷۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو اپنے اہل وعیال پر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مہربان نہیں دیکھا، (آپ کے صاحب زادے) ابراہیم رضی اللہ عنہ عوالیٔ مدینہ میں دودھ پیتے تھے، آپ وہاں تشریف لے جاتے ہم بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے، آپ گھر میں داخل ہوتے جس میں دھواں بھرا ہوتا، کیوں کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی انا کا شوہر لوہار تھا، آپ بچے کو لے کر اسے چومتے پھر واپس تشریف لے آتے۔(۷۳)

غزوۂ تبوک ۹ھ

باضابطہ اعلان

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو توریہ فرماتے (اعلان نہ کرتے بل کہ دوسری طرف روانہ ہو جاتے اور اصل منزل کو مخفی رکھتے) یہاں تک کہ غزوۂ تبوک ہوا، رسول اللہ ﷺ نے شدید گرمی، دور دراز صحرائی سفر اور دشمن کی کثیر تعداد سے مقابلے کے پیش نظر مسلمانوں میں اس کا اعلان فرما دیا، تا کہ وہ دشمن کے مقابلے کے لئے خوب تیاری کر لیں۔(۷۴)

مالی تعاون کی ترغیب اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیاضانہ انفاق

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، آپ نے خطبہ دیا اور جیش عسرت کے لئے (غزوۂ تبوک کے موقع پر) مالی تعاون کی ترغیب دی، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: سو اونٹ اپنے پالانوں اور ان کے لوازمات سمیت میرے ذمے رہے، آپ نے پھر ترغیب دی تو عثمان رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے (مزید) سو اونٹ پالانوں اور لوازمات سمیت میرے ذمے رہے، آپ ﷺ نے پھر تعاون کی ترغیب دی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: سو اونٹ پالانوں اور پائے تابوں سمیت میرے ذمے رہے۔

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے: اس کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (۷۵)

حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ جیش عسرت کی تیاری کر رہے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کپڑے میں ایک ہزار دینار لائے، اور انہیں نبی ﷺ کی گود میں ڈال دیا، نبی ﷺ انہیں اپنے ہاتھ سے پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں پہنچائے گا، آپ نے کئی مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ (۷۶)

اشعریوں کی سواریوں کے لئے درخواست

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں چند اشعریوں کے ساتھ سواری طلب کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: بہ خدا میں تمہیں سواری نہیں دوں گا اور نہ تمہیں دینے کے لئے میرے پاس سواری ہے، پھر جب تک اللہ نے چاہا ہم ٹھہرے رہے، پھر آپ نے ہمیں سفید کوہان والے تین اونٹ دینے کا حکم فرمایا، جب ہم جانے لگے ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری مانگنے آئے تھے آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواری کے جانور نہیں دیں گے، واپس چلو تا کہ ہم آپ کو آپ کی قسم یاد دلائیں۔

چناں چہ ہم آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ کے پاس سواریاں مانگنے کے لئے آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری کے جانور نہیں دیں گے پھر آپ نے ہمیں سواری کے جانور عطا فرما دیے؟ آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں سوار نہیں کیا بل کہ اللہ عز وجل نے تمہیں سوار کیا ہے، اللہ کی قسم! میں اگر کسی کام کے بارے میں قسم کھالوں پھر اس کے علاوہ کسی چیز میں خیر دیکھوں

تو میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس بہتر کام کو کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔ (۷۷)

زہدم جرمی بیان کرتے ہیں، ہم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ ان کے کھانے میں مرغی کا گوشت لایا گیا، لوگوں میں بنی تیم اللہ سے سرخ رنگ کا ایک آدمی آیا جو غلاموں جیسا تھا، وہ کھانے کے قریب نہ ہوا، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے قریب آنے کو کہا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے، اس شخص نے کہا: میں نے مرغی کو کچھ (گندگی) کھاتے ہوئے دیکھا ہے مجھے اس سے گھن آئی تو میں نے قسم کھالی کہ میں مرغی کبھی نہیں کھاؤں گا۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریب آجاؤ میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں، میں چند اشعریوں کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس سواریاں مانگنے گیا، آپ اس وقت صدقے کے اونٹ تقسیم فرما رہے تھے، آپ ناراض معلوم ہوتے تھے، آپ نے فرمایا: بہ خدا! میں تمہیں سواریاں نہیں دوں گا، نہ ہی میرے پاس تمہارے لئے سواری کے جانور ہیں، سو ہم چلے گئے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس مالِ غنیمت کے اونٹ لائے گئے، آپ نے دریافت فرمایا: وہ اشعری کہاں ہیں؟ ہم حاضر ہوئے، آپ نے ہمیں سفید کوہان والے اونٹ دینے کا حکم فرمایا، ہم واپس جانے لگے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ سے سواریاں مانگنے آئے تھے آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سوار نہیں کریں گے، اب آپ نے ہمیں بلوا کر سواری کے جانور دے دیئے ہیں، میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہیں، اللہ کی قسم! اگر ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قسم یاد نہ دلائی تو ہم کبھی فلاح نہیں پائیں گے، رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلو، ہم آپ کو آپ کی قسم یاد دلائیں، چناں چہ ہم آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ کے پاس سواریاں مانگنے آئے تھے، آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواریاں نہیں دیں گے، پھر آپ نے ہمیں سواریاں دے دیں، ہمارا خیال ہے کہ آپ اپنی قسم کو بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جاؤ، تمہیں اللہ عزوجل نے سوار کیا ہے اور میں بخدا اگر کسی کام کی قسم کھالوں پھر اس کے غیر میں خیر دیکھوں تو میں خیر والے کام کو کرلوں گا اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔ (۷۸)

غزوۂ تبوک کے لئے روانگی

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے، ایسا بہت کم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعرات کے سوا کسی دن سفر کا ارادہ فرمایا ہو۔ (۷۹)

تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (غزوۂ تبوک کے موقع پر) علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، جب ثنیۃ الوداع میں پہنچے تو علی رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے: (یا رسول اللہ!) آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون (علیہ السلام) تھے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (۸۰)

سعید بن میسب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: میں آپ سے ایک حدیث کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے آپ سے سوال کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے آپ غصے والے ہیں، انہوں نے فرمایا: بھتیجے! ایسا نہ کرو، جب تمہیں معلوم ہے کہ مجھے ایک بات کا علم ہے تو تم مجھ سے پوچھو اور ڈرو نہیں، میں نے پوچھا: جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ کو (اپنے نائب کے طور پر) مدینے میں چھوڑا تو ان سے کیا فرمایا تھا؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارا وہی مقام ہو جو موسیٰ (علیہ السلام) سے ہارون (علیہ السلام) کو تھا، وہ دو مرتبہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میں راضی ہوں، پھر علی رضی اللہ عنہ جلدی سے واپس ہوئے گویا میں ان کے قدموں سے اڑتا ہوا غبار دیکھ رہا ہوں۔ (۸۱)

سعید بن میسب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے آپ کے حوالے سے ایک حدیث معلوم ہوئی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا، سعد رضی اللہ عنہ غصے میں آگئے اور فرمایا: تم سے یہ حدیث کس نے بیان کی ہے؟ میں نے انہیں یہ بتانا مناسب نہ سمجھا کہ آپ کے بیٹے نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ کہیں وہ اپنے بیٹے پر ناراض نہ ہوں، پھر فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ کو مدینے پر اپنا نائب مقرر فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری خواہش تو یہی ہے کہ آپ جہاں تشریف لے جائیں میں آپ کے ساتھ رہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے اس مقام پر رہو جس مقام پر ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے تھے لیکن

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔(۸۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے (غزوۂ تبوک کے موقع پر) علی رضی اللہ عنہ کو (بطور نائب) پیچھے چھوڑنے کا ارادہ فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا: جب آپ مجھے پیچھے چھوڑ جائیں گے لوگ میرے بارے میں کیا کہیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون (علیہ السلام) تھے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔(۸۳)

مقامِ حجر سے گزر اور صحابہ کو ہدایت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب حجر (دیارِ ثمود) سے گزرتے ہوئے فرمایا: ان عذاب سے ہلاک کردہ لوگوں کی جائے سکونت میں روتے ہوئے ہی داخل ہوں، اگر رونا نہ آئے تو داخل نہ ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر وہ مصیبت آجائے جو ان پر آئی تھی، اور آپ نے سواری پر اپنی چادر سے اپنا سر ڈھانک لیا۔(۸۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ نے حجر میں قوم ثمود کے گھروں کے پاس پڑاؤ کیا، لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی لے لیا جن سے ثمود پانی پیتے تھے، اس پانی سے آٹا گوندھا اور گوشت کی ہانڈیاں چڑھا لیں، پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انہوں نے ہانڈیاں انڈیل دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا، رسول اللہ ﷺ آگے روانہ ہوئے اور اس کنوئیں پر اترے جہاں سے اونٹنی پانی پیا کرتی تھی اور آپ نے انہیں عذاب سے ہلاک کردہ قوم کے گھروں میں داخل ہونے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تمہیں وہ مصیبت نہ پالے جو ان پر آئی تھی، سو تم ان کے ٹھکانوں میں نہ جاؤ۔(۸۵)

حضرت ابو کبشہ الانماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر لوگ تیزی سے قوم ثمود کی رہائش گاہوں میں جانے لگے، رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو لوگوں میں اعلان ہوا کہ نماز تیار ہے (سب لوگ جمع ہوں) ابو کبشہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے اپنے اونٹ کو پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: ایسی قوم کی رہائش گاہوں میں کیوں داخل ہوتے ہو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! ہم حیرت اور تعجب کے طور پر ایسا کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے زیادہ تعجب خیز بات سے خبردار نہ کروں؟ تم ہی میں کا ایک آدمی تمہیں ماضی

اور مستقبل کی خبریں بتاتا ہے، سو استقامت اپناؤ اور سیدھا راستہ اختیار کرو، کیوں کہ اللہ عزوجل کو تمہارے عذاب میں مبتلا ہونے کی پروا نہیں ہے اور عن قریب ایسی قوم آئے گی جو کسی چیز کے ذریعے اپنا دفاع نہیں کر سکے گی۔(۸۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام حجر سے گزرے آپ نے ارشاد فرمایا: معجزات کا سوال نہ کرو، صالح (علیہ السلام) کی قوم نے بھی اس کا مطالبہ کیا تھا (تو بہ طور معجزہ اونٹنی بھیجی گئی) وہ اس راستے سے آتی اور جاتی تھی، قوم ثمود نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی کونچیں کاٹ دیں، ایک دن اونٹنی ان کا پانی پیتی تھی اور ایک دن وہ اس کا دودھ پیتے تھے، انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں تو انہیں ہول ناک چیخ نے اپنی گرفت میں لے لیا، اللہ عزوجل نے آسمان کے نیچے ان میں سے سوائے ایک شخص کے کسی کو زندہ نہ چھوڑا، (زندہ بچنے والا) وہ شخص اللہ کے حرم میں تھا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون تھا؟ فرمایا: ابورغال، جب وہ حرم سے نکلا اسے بھی اس عذاب نے اپنی گرفت میں لے لیا جس نے اس کی قوم کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔(۸۷)

اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھویا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔(۸۸)

موزوں پر مسح کرنے کا حکم

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک میں مسافر کو تین دن رات اور مقیم کو ایک دن رات موزوں پر مسح کرنے کا حکم فرمایا۔(۸۹)

دورانِ سفر جمع بین الصلاتین

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر سفر پر روانہ ہوئے تو آپ نے ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو اکٹھا کر کے پڑھا، راوی نے اس کی وجہ پوچھی تو معاذ رضی اللہ عنہ نے بتایا: آپ اپنی امت کو تنگی سے بچانا چاہتے تھے (ان کے لئے سہولت چاہتے تھے)۔(۹۰)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ غزوۂ تبوک میں ٹھنڈے وقت میں

روانہ ہوتے تھے، آپ ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو اکٹھا کر کے پڑھتے تھے۔(۹۱)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ غزوۂ تبوک میں اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر پر روانہ ہوتے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کر دیتے، عصر کے وقت میں ظہر اور عصر دونوں نمازیں پڑھتے اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر دونوں نمازیں پڑھ کر سفر کرتے تھے (جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں فرمایا کرتے تھے) اور جب مغرب سے پہلے سفر فرماتے تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے تھے اور اگر مغرب کے بعد سفر شروع فرماتے تو عشاء کو جلدی مغرب کے ساتھ پڑھتے تھے۔(۹۲)

زادِراہ کا خاتمہ اور برکت کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ (غزوۂ تبوک) میں تشریف لے گئے، مسلمان بھوک پیاس کا شکار ہوئے، انہیں کھانے کی حاجت نے آ گھیرا، تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی وہ آ کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ان کے اونٹ ہی تو انہیں اٹھاتے اور ان کے دشمن تک پہنچاتے ہیں لوگ انہیں ذبح کر دیں گے؟ یارسول اللہ! باقی ماندہ زادِراہ منگوا کر اس میں اللہ عز وجل سے برکت کی دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: اچھا، پھر آپ نے باقی ماندہ زادِراہ منگوایا، لوگ اپنا بچا کھچا زادِ راہ لے آئے، آپ نے اسے جمع فرما کر اللہ عز وجل سے اس میں برکت کی دعا کی، اور ان کے برتن منگوائے، سب کے برتن بھر گئے اور بہت سی مقدار بچ گئی۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، جو شخص بغیر کسی شک ان دونوں گواہیوں کے ساتھ اللہ سے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔(۹۳)

حضرت ابو سعید یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں لوگوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے پانی لانے والے اونٹ ذبح کر کے کھالیں اور چربی کا تیل بنالیں، رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اگر انہوں نے ایسا کیا تو سواریاں کم پڑ جائیں گی، البتہ آپ ان سے باقی ماندہ زادِراہ منگوالیں اور ان کے لئے اس میں برکت کی دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ سے امید ہے

وہ برکت عطا فرمائے گا، رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کا دستر خوان منگوا کر بچھا دیا اور لوگوں سے بچا کچھا زادِ راہ منگوایا، کوئی شخص مٹھی بھر جوار، کوئی مٹھی بھر کھجوریں، اور کوئی روٹی کے چند ٹکڑے لے کر آیا، یہاں تک کہ دستر خوان پر تھوڑا سا زادِ راہ جمع ہو گیا، آپ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: اپنے اپنے برتن بھر لو، انہوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے حتی کہ لشکر کے پورے برتن بھر گئے، پھر سب نے خوب سیر ہو کر کھایا اور کھانا پھر بھی باقی بچ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، جو شخص بھی بغیر شک کے اس کلمہ کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے گا وہ جنت سے نہیں روکا جائے گا۔(۹۴)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز

عمرو بن وہب الثقفی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان سے سوال کیا گیا: کیا نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس امت کے کسی شخص کے پیچھے نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ایک مرتبہ سفر میں ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، سحر کے وقت آپ نے میری سواری کی گردن پر ہاتھ مارا، میں سمجھ گیا آپ قضائے حاجت کے لئے جانا چاہتے ہیں، میں آپ کے ساتھ نکل پڑا، ہم چلتے چلتے لوگوں سے دور چلے گئے، آپ اپنی سواری سے اتر کر چل دیئے اور میری نظروں سے اوجھل ہو گئے، خاصی دیر گزرنے کے بعد آپ تشریف لائے اور فرمایا: مغیرہ! تم اپنی حاجت پوری کر لو، میں نے کہا: مجھے حاجت نہیں ہے، آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، میں اٹھ کر کجاوے کی پچھلی طرف لٹکا ہوا پانی کا مشکیزہ لایا، میں نے پانی ڈالا، آپ نے خوب اچھی طرح دونوں ہاتھ دھوئے، راوی کو شک ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے مٹی پر ہاتھ ملنے کا کہا تھا یا نہیں، پھر آپ نے چہرہ دھویا، پھر آپ آستینیں چڑھانے لگے، آپ نے تنگ آستینوں والا شامی جبہ زیب تن فرمایا ہوا تھا، چوں کہ آستینیں تنگ تھیں آپ نے اس کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، حدیث کے راوی کہتے ہیں حدیث میں دوبار چہرہ دھونے کا ذکر ہے، مجھے نہیں معلوم کہ اس طرح ہوا یا نہیں؟ پھر آپ نے اپنی پیشانی، عمامے اور موزوں پر مسح فرمایا، ہم سوار ہوئے، جب ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو نماز کھڑی ہو چکی تھی، لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں ایک رکعت ادا کر لی تھی، اب وہ دوسری رکعت میں تھے، میں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو آپ کی آمد کی اطلاع دینا چاہی تو آپ نے

مجھے منع فرمادیا، ہم نے جو رکعت پائی وہ پڑھ لی اور جو رکعت رہ گئی تھی (سلام پھرنے کے بعد) اسے پڑھ لیا۔ (۹۵)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ پانی لے کر گیا، رسول اللہ ﷺ (قضائے حاجت کے بعد) تشریف لائے، میں نے پانی ڈالا، آپ نے اپنا چہرہ دھویا، پھر آپ نے جبے کی آستینوں سے ہاتھ نکالنا چاہے، لیکن جبے کی تنگ آستینوں کی وجہ سے نہ نکال سکے تو جبے کے نیچے سے ہاتھ نکال لیے، پھر آپ نے ہاتھ دھوئے، سر کا مسح فرمایا اور موزوں پر مسح کیا، نبی ﷺ تشریف لائے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امامت کر رہے تھے اور ایک رکعت پڑھا چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ باقی ماندہ رکعت ادا کی، جب رسول اللہ ﷺ نماز پوری کر کے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ (۹۶)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیچھے ہو گیا، آپ قضائے حاجت کے لئے گئے، پھر میرے پاس واپس تشریف لائے، میرے پاس پانی کا برتن تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ نے کلی کی اور تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر آپ نے اپنے بازو دھونے کا ارادہ فرمایا لیکن جبے کی تنگ آستینوں کی وجہ سے آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھ نکال لئے، پھر آپ نے تین بار دایاں بازو اور تین بار بایاں بازو دھویا اور موزے اتارے بغیر مسح فرمالیا، پھر آپ لوگوں کی طرف آئے، وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ ایک رکعت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی، جب عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا، رسول اللہ ﷺ اپنی باقی ماندہ نماز پورا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے، مسلمان گھبرا گئے اور کثرت سے تسبیح کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم نے اچھا کیا، آپ ان کے وقت پر نماز پڑھنے پر خوشی کا اظہار فرما رہے تھے۔ (۹۷)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی، رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لئے گئے، میں نے پانی کا برتن لے لیا، جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس واپس آئے، میں آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا، آپ نے تین مرتبہ ہاتھوں کو دھویا، پھر اپنا چہرہ دھویا، پھر جبے سے اپنے بازو نکالنے لگے، جبے کی آستینیں تنگ ہونے کی وجہ سے آپ نے جبے کو اپنے شانے تک اٹھایا اور اسی کے نیچے سے اپنے بازو نکال لئے اور کہنیوں تک بازو دھوئے، پھر موزوں پر مسح کیا اور روانہ ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، ہم نے دیکھا لوگوں نے عبد

الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کونماز پڑھانے کے لئے امام بنالیا تھا اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے، میں نے عبدالرحمٰن کو آپ کی آمد کی اطلاع دینا چاہی تو آپ نے مجھے منع فرمادیا، آپ نے لوگوں کے ساتھ دوسری رکعت پڑھی، عبدالرحمٰن کے سلام پھیرنے پر رسول اللہ ﷺ اپنی باقی ماندہ نماز کو پورا کرنے کے لئے اٹھے، مسلمان یہ دیکھ کر بہت گھبرائے اور کثرت سے تسبیح میں مشغول ہوگئے، جب رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ نماز پوری کر لی، اب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم نے اچھا کیا، ان کے وقت پر نماز ادا کرنے پر آپ خوشی کا اظہار فرمار ہے تھے۔(۹۸)

تبوک کے چشمے کا پانی استعمال نہ کرنے کا حکم

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء (کی نمازوں) کو جمع فرماتے رہے، ایک دن آپ نے نمازوں میں تاخیر کردی پھر آپ (خیمہ سے) باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھا، پھر (خیمہ کے) اندر تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا، پھر آپ نے فرمایا: کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے، لیکن تم دن چڑھنے سے پہلے وہاں نہیں پہنچو گے، تم میں سے جو شخص بھی اس چشمہ پر آئے وہ میرے پہنچنے سے پہلے اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے، ہم چشمے پر پہنچے تو دو آدمی ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے، چشمے میں پانی جوتی کے تسمے کے برابر تھا اور آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان دو آدمیوں سے پوچھا: کیا تم نے اس کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ڈانٹا اور جو کچھ اللہ نے چاہا آپ نے ان سے فرمایا، پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر اس کو کسی برتن میں جمع کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا چہرۂ مبارک اور ہاتھ دھوئے اور وہ پانی اس چشمے میں ڈال دیا، تو چشمہ جوش مار کر بہنے لگا، لوگوں نے اس سے (اپنے جانوروں اور ساتھیوں کو) پانی پلایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ اس (چشمے) کا پانی باغات کو سیراب کرے گا۔(۹۹)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے، آپ کو اگلے پڑاؤ پر پانی کی قلت کا پتہ چلا تو آپ نے منادی کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ مجھ سے پہلے پانی پر کوئی نہ پہنچے، جب آپ چشمے پر تشریف لائے کچھ لوگ آپ سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے، آپ نے انہیں سخت سست کہا۔(۱۰۰)

رات کو سخت آندھی آنے کی خبر اور احتیاطی تدابیر کا حکم

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، جب ہم وادی القریٰ میں پہنچے، وہاں ایک عورت اپنے باغ میں نظر آئی، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ، لوگوں نے اندازہ لگایا، رسول اللہ ﷺ نے دس وسق کا اندازہ لگایا، رسول اللہ ﷺ نے عورت سے فرمایا: باغ کے پھل کا حساب رکھنا، ہم ان شاء اللہ تمہاری طرف واپس لوٹیں گے، واپسی پر جب ہم وادی القریٰ میں پہنچے تو آپ نے اس عورت سے باغ کے پھل کے متعلق دریافت فرمایا، اس نے بتایا: دس وسق پھل ہوا، یعنی رسول اللہ ﷺ کے اندازے کے مطابق۔

پھر جب ہم تبوک میں پہنچے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات کو تم پر سخت آندھی آئے گی، لہٰذا تم میں سے کوئی شخص اس آندھی میں کھڑا نہ ہو، جس کے پاس اونٹ ہو وہ اسے رسی سے باندھ دے۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے اونٹوں کو رسیوں سے باندھ دیا، رات کو ہم پر سخت آندھی آئی، ایک شخص آندھی میں کھڑا ہوا تو آندھی نے اسے طے کے پہاڑ پر جا پھینکا۔ (۱۰۱)

تبوک میں قیام کی مدت اور نمازوں میں قصر

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے، آپ نمازوں میں قصر کیا کرتے تھے۔ (۱۰۲)

فارس وروم کے خزانے

قبیلۂ خثعم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ایک رات آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے صحابہ آپ کے پاس جمع ہو گئے، آپ نے فرمایا: اللہ نے آج رات مجھے دو خزانے عطا فرمائے ہیں، فارس اور روم کے خزانے۔ اور میری حمیر کے شاہان احمر سے مدد فرمائی ہے، سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ آئیں گے اللہ کے مال میں سے لیں گے اور اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔ (۱۰۳)

پانچ فضیلتیں

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سال رات آپ ﷺ کو نماز

(تہجد) کے لئے اٹھے، آپ کی حفاظت کی خاطر بہت سے صحابہ بھی آپ کے پیچھے جمع ہو گئے، نماز سے فارغ ہو کر آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ نے آج رات مجھے ایسی پانچ فضیلتوں سے نوازا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، مجھے تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، مجھ سے پہلے پیغمبر صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے، دشمن پر رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، اگرچہ میرے اور دشمنوں کے درمیان ایک مہینے کی مسافت ہو، دشمن میرے رعب سے مرعوب ہوتا ہے، میرے لئے مالِ غنیمت کا کھانا حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے اس کا کھانا بڑا سمجھا جاتا ہے اور وہ اسے جلا دیتے تھے۔

اور میرے لئے پوری زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے، جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے میں تیمم کر کے نماز پڑھ لوں گا، مجھ سے پہلے اسے بڑی بات سمجھا جاتا تھا اور وہ صرف اپنے گرجا گھروں اور عبادت گاہوں ہی میں نماز پڑھتے تھے۔

اور پانچویں بڑی فضیلت یہ عطا فرمائی ہے کہ مجھ سے فرمایا گیا سوال کریں، کیوں کہ ہر نبی (علیہ السلام) نے سوال کیا ہے، تو میں نے اپنا سوال قیامت کے دن تک کے لئے مؤخر کر دیا ہے، جس کا فائدہ تمہیں اور لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے والے ہر شخص کو ہوگا۔ (۱۰۴)

تبوک میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن تبوک میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لوگوں میں اس شخص کی مثال نہیں ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرتا ہے، اور لوگوں کے شر فساد سے بچتا ہے اور دوسرا وہ شخص جو جنگل میں اپنی بکریوں میں زندگی بسر کرتا ہو، مہمان نوازی کرتا ہو اور ان کا حق ادا کرتا ہو۔ (۱۰۵)

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے سال کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کیا میں بہترین شخص اور بدترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پیٹھ پر یا پیدل موت آنے تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہے۔ اور بدترین شخص وہ فاجر انسان ہے جو گناہوں پر جری ہو وہ اللہ کی کتاب پڑھتا ہو اور اس سے کوئی اثر قبول نہ کرتا ہو (گناہوں سے باز نہ آتا ہو)۔ (۱۰۶)

طاعون کے متعلق ہدایت

عکرمہ بن خالد المخزومی اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ

تبوک میں فرمایا، اگر کسی علاقے میں طاعون کی وبا پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہوتو اب وہاں سے نہ نکلو، اور اگر کسی ایسے علاقے میں یہ وبا پھیل جائے جہاں تم نہیں ہوتو تم اس علاقے میں مت جاؤ۔(۱۰۷)

ایک مقدمے کا فیصلہ

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، میرے خیال میں یہ میرا بہترین عمل تھا، میرے مزدور کا ایک مسلمان سے جھگڑا ہو گیا، اس نے اُس کا ہاتھ اپنے منہ میں لے کر کاٹا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کا دانت نکل گیا، وہ شخص دیت کا تقاضا کرنے رسول اللہ کی خدمت میں آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا کہ تم اسے سانڈ کی طرح چباتے رہو، تمہارے لئے کوئی دیت نہیں ہے، آپ ﷺ نے اس شخص کی دیت کے مطالبے کو باطل قرار دے دیا۔(۱۰۸)

شاہ ایلہ کی آمد اور ہدیہ

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تبوک میں ایلہ کا شاہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ کی خدمت میں ایک سفید خچر بہ طور ہدیہ پیش کیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے بہ طور تحفہ چادر پہنائی، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے سمندر پر اس کا قبضہ برقرار رہنے کی دستاویز تحریر فرمادی۔(۱۰۹)

ہرقل کے نام رسول اللہ ﷺ گرامی نامہ اور اس کا جواب

سعید بن ابی راشد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری حمص میں تنوخی سے ملاقات ہوئی جس کو ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا تھا، وہ میرا پڑوسی تھا اور بہت بوڑھا تھا، میں نے کہا: کیا آپ مجھے اس خط کے بارے میں بتاؤ گے جو ہرقل نے نبی ﷺ کو بھیجا تھا اور رسول اللہ نے جو گرامی نامہ ہرقل کو بھیجا تھا؟ اس نے کہا: ہاں بتاتا ہوں، رسول اللہ ﷺ تبوک میں تشریف لائے تو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل کے پاس بھیجا، جب ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کا خط ملا تو اس نے روم کے پادریوں اور جنگی کمانڈروں کو بلوایا اور کمرے کا دروازہ بند کر کے ان سے کہا: جیسا کہ تم نے دیکھا ہے یہ شخص (رسول اللہ ﷺ) یہاں تک پہنچ گیا ہے، اس نے مجھے خط لکھا ہے اور تین میں سے ایک بات کے قبول کرنے کی دعوت دی ہے یا تو میں اس کے دین کی پیروی کروں، یا زمین ہماری ہوگی، ہمیں ان کو جزیہ دینا ہوگا، یا پھر

ہم ان سے جنگ کریں۔ اللہ کی قسم! آپ لوگ جو کتابیں پڑھتے ہو ان کی روشنی میں جانتے ہو کہ وہ میرے قدموں کے نیچے کی جگہ بھی حاصل کرلیں گے، تو کیوں نہ ان کے دین کی اتباع کرلیں یا اپنی زمین کا مال کی صورت میں جزیہ دے دیا کریں۔

یہ سن کران کے نتھنوں سے ایک جیسی آواز نکلنے لگی، انہوں نے اپنی ٹوپیاں اتار دیں اور کہنے لگے: کیا آپ ہمیں نصرانیت چھوڑنے کا حکم دے رہے ہیں یا حجاز سے آنے والے ایک اعرابی (رسول اللہ ﷺ) کے غلام بن جانے کا کہہ رہے ہیں؟

ہرقل نے دیکھا کہ اگر یہ لوگ اس کے ہاں سے ایسے ہی چلے گئے تو پورے روم کو اس کے خلاف کر دیں گے، تو اس نے پینترا بدل کر کہا: میں نے تو یہ بات اس لئے کی تھی کہ میں اپنے دین پر تمہاری پختگی اور مضبوطی دیکھنا چاہتا تھا۔

پھر اس نے تجیب کے ایک عرب کو بلوایا جو نصرانی عربوں کا سردار تھا اور کہا: میرے پاس ایسا آدمی لاؤ جو عربی بولتا ہو اور اس کا حافظہ قوی ہو تاکہ میں اسے اس شخص کے خط کے جواب کے ساتھ بھیجوں، وہ مجھے لے آیا، ہرقل نے خط میرے حوالے کیا اور کہا: میرا خط اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس کی باتیں اچھی طرح ذہن نشین کرنا، خصوصاً یہ تین چیزیں ضرور یاد رکھنا، کیا وہ میری طرف بھیجے گئے اپنے خط کا کوئی تذکرہ کرتے ہیں، اور یہ دیکھنا کہ وہ میرا خط پڑھ کر رات کا ذکر کرتے ہیں، اور ان کی پشت پر دیکھنا تمہیں کوئی عجیب چیز نظر آتی ہے۔

تنوخی نے بتایا میں ہرقل کا خط لے کر تبوک پہنچا، آپ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں پانی کے کنارے پر اپنی ٹانگوں کو بازوؤں کے حلقے میں لے کر تشریف فرما تھے، میں نے پوچھا: تمہارے سردار کہاں ہیں؟ انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا، میں چلتا ہوا آپ کے سامنے جا بیٹھا اور خط آپ کے حوالے کیا، آپ نے اسے گود میں رکھ لیا اور مجھ سے پوچھا: تمہارا تعلق کن سے ہے؟ میں نے کہا: میرا تعلق تنوخ سے ہے، آپ نے فرمایا: کیا تمہیں اپنے والد ابراہیم کی ملت حنیفیہ اسلام سے کوئی رغبت ہے؟ میں نے کہا: میں اپنی قوم کا قاصد ہوں اور اپنی قوم کے دین پر ہوں، میں جب تک واپس نہ جاؤں ان کے دین سے برگشتہ نہیں ہوں گا، اس پر آپ نے مسکرا کر یہ آیت پڑھی:

اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَ ھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ۝(۱۱۰)

بے شک آپ (اُسے) ہدایت یافتہ نہیں کرتے جس کا ہدایت یافتہ ہونا آپ کو پسند ہو لیکن

اللہ ہدایت یافتہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ ہدایت قبول کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

اے تنوخ کے بھائی! میں نے ایک خط کسریٰ کو لکھا تھا اس نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اللہ نے اسے اور اس کی حکومت کو پرزے پرزے کر دیے، میں نے نجاشی کی طرف خط بھیجا اس نے اسے پھاڑ دیا، اللہ اسے اس کی حکومت کو توڑ پھوڑ دیا اور میں نے تیرے بادشاہ کو بھی خط بھیجا، اس نے اسے محفوظ کر لیا سو جب تک زندگی میں خیر رہے گی لوگوں پر اس کا رعب اور دبدبہ رہے گا، میں اپنے دل میں) کہا: یہ ان تین باتوں میں سے پہلی بات ہے جس کی مجھے بادشاہ۔ لید کی تھی، چناں چہ میں نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر اسے اپنی تلوار کی میان پر لکھ لیا۔

پھر آپ نے وہ خط اپنی بائیں بیٹھے ہوئے ایک شخص کے حوالے کر دیا، میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ خط پڑھنے والے صاحب کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: معاویہ (رضی اللہ عنہ)، میرے بادشاہ کے خط میں لکھا تھا: آپ مجھے اس جنت کی طرف بلاتے ہیں جس کی چوڑائی زمین و آسمانوں کے برابر ہے اور جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ میں نے اپنے ترکش سے تیر لے کر اپنی تلوار کی میان پر اسے بھی لکھ لیا۔

جب آپ میرا خط پڑھ کر فارغ ہوئے آپ نے فرمایا: تمہارا حق بنتا ہے تم قاصد ہو، اگر ہمارے پاس انعام ہوتا ہم تجھے انعام سے نوازتے، ہم سفر میں رہیں اور ہماری حالت خستہ ہے، اتنے میں لوگوں میں سے ایک صاحب نے آواز دے کر کہا میں اسے انعام دیتا ہوں، پھر اس نے اپنا کجاوہ کھولا اور ایک صفوری حلہ لا کر میری گود میں ڈال دیا، میں نے پوچھا: یہ انعام دینے والے صاحب کون ہیں؟ مجھے بتایا گیا: عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون اسے اپنا مہمان بنائے گا، ایک انصاری جوان نے کہا: میں، پھر انصاری جوان اور میں کھڑے ہوئے، جب میں مجلس سے نکل گیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی: اے تنوخ کے بھائی! ادھر آؤ، میں تیزی سے لپک کر آپ کے سامنے اس جگہ جا کھڑا ہوا جہاں میں پہلے بیٹھا تھا، آپ نے اپنی پشت سے چادر ہٹائی اور فرمایا: یہاں سے دیکھو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، چنانچہ میں گھوم کر آپ کی پشت کی طرف آیا تو میں نے آپ کے کندھے کی گداز ہڈی کے پاس پھولی ہوئی مہر نبوت دیکھی۔ (۱۱۱)

آل معاویہ کے مولیٰ سعید بن ابی راشد بیان کرتے ہیں مجھے بتایا گیا اس گرجا گھر میں وہ شخص رہتا ہے جسے قیصر نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بہ طور قاصد بھیجا تھا، ہم گرجا میں گئے، وہاں ایک بہت بوڑھا شخص تھا، میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ قیصر کی طرف ایلچی بن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے، وہ

بولا: جی ہاں، میں نے کہا: مجھے اس کے بارے میں بتائیں، اس نے کہا: غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ (ﷺ) نے دحیہ بن خلیفہ (رضی اللہ عنہ) کو خط دے کر قیصر کے پاس بھیجا، قیصر نے آپ کا مکتوب پڑھ کر اسے اپنے پلنگ پر رکھ دیا اور اپنے پادریوں اور سرداروں کو بلوا کر کہا: اس شخص (رسول اللہ ﷺ) نے تمہارے پاس قاصد بھیجا ہے اور یہ خط لکھا ہے کہ تم تین میں سے کوئی ایک شرط قبول کرلو، اس کے دین کو قبول کرلو یا اس کا مقرر کردہ خراج دو اور وہ تمہیں تمہارے علاقوں پر حسب سابق برقرار رکھے گا یا اس سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہ سن کر ان کے نتھنوں سے غصیلی آوازیں آنے لگیں یہاں تک کہ بعض نے اپنی ٹوپیاں اتار پھینکیں اور کہنے لگے کہ ہم اس کے دین کو قبول نہیں کریں گے، اپنے اور اپنے آباواجداد کا دین نہیں چھوڑیں گے، نہ ہی اس کا مقررہ خراج دیں گے، ہم اس سے جنگ کریں گے، قیصر نے کہا: یہی بات ہے لیکن میں نے اس بارے میں تم سے مشورہ لینا ضروری سمجھا۔

حدیث کے ایک راوی عبادہ کہتے ہیں میں نے (اپنے استاد) ابن خیثم سے کہا: ہمیں پہنچنے والی خبر کے مطابق تو قیصر اسلام قبول کرنے کا ارادہ رکھتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، اگر وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو اسلام پر آمادہ پاتا۔

پھر قیصر نے کہا: کسی عرب کو تلاش کرو جسے میں خط کا جواب دے کر بھیجوں، مجھے قیصر کے پاس لایا گیا میں ان دنوں جوان تھا، قیصر نے جواب لکھا اور مجھے کہا: ان کی باتیں اچھی طرح یاد رکھنا خصوصاً ان تین باتوں کا خاص خیال رکھنا، جب وہ میرا خط پڑھ چکیں تو کیا انہوں نے رات اور دن کا کہیں تذکرہ کیا ہے؟ کیا انہوں نے میری طرف لکھے ہوئے خط کا تذکرہ کیا؟ اور کیا اس کی پشت پر کوئی نشانی ہے؟

میں روانہ ہو کر آپ (ﷺ) کے پاس تبوک میں پہنچا، آپ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے، میں نے پوچھا تو مجھے آپ کے بارے میں بتایا گیا، میں نے آپ کو قیصر کا مکتوب دیا، آپ نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو بلا کر خط پڑھوایا، جب وہ قیصر کے اس جملے پر آئے، آپ نے مجھے ایسی جنت کی طرف بلایا ہے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں ہوگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات آتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے؟

پھر آپ نے فرمایا: میں نے نجاشی کی طرف خط بھیجا، اس نے اسے پھاڑ دیا تو اللہ نے اس کی بادشاہی کے پرزے اڑا دیے۔ حدیث کے راوی عباد کہتے ہیں، میں نے ابن خثیم سے پوچھا: کیا نجاشی نے اسلام نہیں قبول کرلیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں اپنے صحابہ کو اس کی موت کی خبر دی تھی اور

اس کی (غائبانہ) نماز جنازہ پڑھائی تھی؟ ابن خثیم نے کہا: ہاں، وہ فلاں بن فلاں تھا اور یہ فلاں بن فلاں کا ذکر ہے، ابن خثیم نے دونوں کا نام بھی بتایا تھا میں بھول گیا ہوں۔

(آپ ﷺ نے مزید فرمایا) میں نے کسریٰ کو خط بھیجا، اس نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، اللہ نے اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، میں نے قیصر کو مکتوب بھیجا، اس نے مجھے اس خط کا جواب دیا، لوگ اس کے رعب میں رہیں گے جب تک اس کی زندگی میں خیر رہے گی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ (کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟) میں نے کہا: تنوخ سے، آپ نے فرمایا: اے تنوخ کے بھائی! کیا تجھے اسلام سے دلچسپی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، میں ایک قوم کی طرف سے آیا ہوں میں انہی کے دین پر کاربند ہوں، اور ان کے پاس واپسی تک اپنا دین نہیں بدلوں گا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس دیے یا مسکرائے۔

جب میں اپنا کام پورا کر کے اٹھا اور پیٹھ پھیر کر چل دیا، آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا: اے تنوخ کے بھائی! آؤ وہ کام کر لو جس کا تجھے کہا گیا تھا، حالانکہ میں بھول چکا تھا، میں صحابہ کے حلقے کے پیچھے سے گھوما اور آپ نے پشت مبارک سے اپنی چادر ہٹالی تو میں نے آپ کے کندھے کی گداز ہڈی کے پاس ابھری ہوئی مہر نبوت دیکھی۔ (۱۱۲)

کیا میں پورا خیمے میں آجاؤں؟

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تبوک میں سحر کے آخری وقت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت خیمے میں یا چمڑے کے چھوٹے سے قبے میں تشریف فرما تھے، میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: اندر آجاؤ، (چھوٹا سا خیمہ دیکھتے ہوئے) میں نے عرض کیا: پورا اندر آجاؤں؟ آپ نے فرمایا: پورے اندر آجاؤ، میں نے خیمے میں داخل ہو کر دیکھا کہ آپ پورے اطمینان سے وضو فرما رہے تھے۔ (۱۱۳)

جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، میرا اونٹ تھک چکا تھا، آپ نے فرمایا: جابر! کیا ہوا؟ میں نے بتایا کہ میرا اونٹ ماندہ ہو گیا ہے، آپ اونٹ کی پچھلی طرف آئے، دعا کی اور اسے جھڑکا، اب وہ اونٹ دوسرے اونٹوں سے آگے نکل رہا تھا، پھر آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اونٹ کے بارے میں بتاؤ، میں نے عرض کیا: وہ برابر

آگے جا رہا ہے، آپ نے پوچھا: اسے کتنے میں خریدا ہے؟ میں نے بتایا: تیرہ دینار میں، آپ نے فرمایا: اسے اسی قیمت پر میرے ہاتھ فروخت کردو، مدینے تک تمہیں اس پر سوار ہونے کی اجازت ہے، میں نے کہا: ٹھیک ہے، پھر مدینے پہنچ کر میں اسے مہار ڈال کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے آیا، آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت عطا فرمادی اور اونٹ بھی مرحمت فرما دیا۔(۱۱۴)

معاذ رضی اللہ عنہ کا سوال

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے واپس آرہے تھے، میں نے آپ کو تنہا دیکھ کر عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے وہ عمل بتائیں جو مجھے جنت میں پہنچا دے، آپ نے فرمایا: بہت خوب، تم نے عظیم چیز کے بارے میں سوال کیا ہے، اللہ اسے جس پر آسان فرما دے وہ اس پر آسان ہوتی ہے، فرض نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ عزوجل سے اس حال میں ملو کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہو۔ کیا میں تجھے دین کی چوٹی، اس کے ستون اور اس کی کوہان کی بلندی کے بارے میں نہ بتاؤں، دین کی چوٹی اسلام ہے، جس نے اسلام قبول کرلیا سلامت رہا، اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ کیا میں تجھے خیر کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ (جہنم سے) ڈھال ہے، صدقہ ہے، اور بندے کا آدھی رات میں (نماز کے لئے) قیام گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، اور آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ○ (۱۱۵)

ان کے پہلو ان کی خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

کیا میں تمہیں ان تمام کی اصل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی دوران کچھ لوگ آگئے، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرف متوجہ نہ کرلیں، سو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہے کہ میں تجھے ان سب کی اصل (بنیاد) کے بارے میں نہ بتاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے زبان کی طرف اشارہ کیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنی باتوں پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: معاذ! تجھے تیری ماں روئے لوگوں کو ان کی زبانوں کی کھیتی ہی جہنم

میں ناکوں کے بل گرائے گی۔(۱۱۶)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے سفر میں لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی، پھر لوگ سوار ہوئے جب سورج طلوع ہوا لوگوں کو اونگھ نے آلیا، معاذ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آپ کے ساتھ ساتھ رہے، لوگوں کی سواریاں راستے میں منتشر ہوگئیں، جانور چرنے اور چلنے لگے، معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے اور ان کی اونٹنی کبھی چرنے لگتی اور کبھی چل پڑتی، اسی دوران ان کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی، معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کی مہار کھینچی تو وہ بھاگ کھڑی ہوئی جس سے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بھی بدک گئی، رسول اللہ نے اپنا کپڑا اٹھا کر پیچھے کی طرف دیکھا تو لشکر کا کوئی آدمی معاذ سے زیادہ قریب نہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں آواز دی: معاذ! انہوں نے عرض کیا: لبیک یا نبی اللہ! آپ نے فرمایا: قریب آ جاؤ، چناں چہ وہ مزید قریب ہو گئے یہاں تک کہ دونوں کی سواریاں ایک دوسری سے مل گئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال نہیں تھا کہ لوگ ہم سے اتنے دور ہوں گے، معاذ نے عرض کی: اے اللہ نبی! لوگ اونگھ رہے ہیں اور ان کی سواریاں مست ہو کر چرتی ہوئی چل رہی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی اونگھ آ گئی تھی، جب معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر بشاشت اور تنہائی کا موقع دیکھا تو عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! مجھے ایک ایسا سوال پوچھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں جس نے مجھے بیمار اور غم زدہ کر دیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: جو چاہو پوچھو، عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے، میں اس کے علاوہ آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گا، نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: بہت خوب، بہت خوب، بہت خوب، تم نے بہت بڑی بات پوچھی، تم نے بہت بڑی بات پوچھی، تم نے بہت بڑی بات پوچھی، یہ اس کے لئے آسان ہے جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ فرمائے، آپ نے تین مرتبہ یہ کلمہ دہرایا، پھر آپ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے جو کچھ ارشاد فرمایا اسے تین مرتبہ دہرایا، تا کہ وہ انہیں پختہ ہو جائے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لاؤ، آخرت کے دن پر ایمان رکھو، نماز قائم کرو، ایک اللہ کی عبادت کرو، کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، یہاں تک کہ اسی حالت پر تمہیں موت آ جائے۔

معاذ رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: اے اللہ کے نبی! یہ بات دہرا دیجئے، آپ ﷺ نے تین بار اس بات کو دہرایا، پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: معاذ! اگر تم چاہو تو میں تجھے اس دین کی بنیاد، مدار اور سر بلندی کے بارے میں بتاؤں، معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ اس پر

قربان، ضرور ارشاد فرمائیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس دین کی بنیاد یہ ہے کہ تم گواہی دو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس دین کا مدار نماز کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہے، اور اس دین کی سر بلندی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے، مجھے حکم فرمایا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے پناہ حاصل کرلی اور اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرلیا سوائے کسی (شرعی) حق کے، اور ان کا حساب اللہ عز وجل کے ذمے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے سوائے فرض نماز کے کسی ایسے عمل میں جنت کے درجات کی خواہش میں چہرے کا رنگ پھیکا اور قدم غبار آلود نہیں ہوتے جو راہِ خدا میں جہاد جیسا ہو، اور میزان عمل میں اس جانور سے بھاری کوئی چیز نہ ہوگی جسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے یا اللہ کی راہ میں اس پر کسی کو سوار کیا جائے۔ (۱۱۷)

وضو کے بعد کلمۂ شہادت کہنے کا اجر عظیم

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے باتیں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص دن چڑھے کھڑا ہوا اور اس نے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر دو رکعت نماز پڑھی، اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، گویا اسے ابھی اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا: اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سننے کی توفیق عطا فرمائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: تمہیں اس چیز پر تعجب ہورہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے آنے سے پہلے اس سے بھی عجیب تر بات ارشاد فرمائی ہے، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، وہ کیا بات تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہے: اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ، اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے، وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو۔ (۱۱۸)

منافقوں کی دسیسہ کاری

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے، آپ نے منادی کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھاٹی کا راستہ اختیار کیا ہے، کوئی اس راستے پر نہ جائے، حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کی سواری کی نکیل تھامے ہوئے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے کہ اچانک سواریوں پر ڈھاٹا باندھے ہوئے لوگوں کا گروپ آ گیا، جنہوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا، عمار رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو ہانک رہے تھے، انہوں نے ان لوگوں کی سواریوں کے چہروں پر مارنا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بس، بس، یہاں تک کہ رسول اللہ نیچے (وادی میں) آ گئے، وہاں پہنچ کر آپ سواری سے اترے اور عمار رضی اللہ عنہ بھی واپس پہنچ گئے، آپ نے عمار سے پوچھا: یہ کون لوگ تھے تو نے پہچانا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے عام سواریوں کو تو پہچان لیا ہے لیکن ان لوگوں نے اپنے چہروں پر ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: ان کا کیا ارادہ تھا؟ عمار بولے: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کے رسول کی سواری کو بھڑ کا کر آپ کو نیچے گرانا چاہتے تھے۔

پھر عمار رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کو سخت سست کہا، اس نے عمار کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے گھاٹی میں کتنے (حملہ آور) لوگ تھے؟ انہوں نے کہا: چودہ، اگر تم بھی ان شامل میں تھے تو پندرہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے تین شخصوں کے نام گنوائے، انہوں نے کہا: واللہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کی ندا سنی، نہ ہمیں ان لوگوں کے ارادے کا علم تھا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ باقی بارہ آدمی دنیاوی زندگی اور قیامت میں بھی اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والے ہیں۔ (۱۱۹)

رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ شرکت کی، سواریوں کے معاملے میں شدید مشکلات پیش آ رہی تھیں، صحابہ نے نبی ﷺ سے سواریوں میں درپیش مشکلات کی شکایت کی، آپ ان کے لئے ایک تنگ گھاٹی مقرر فرما کر اس میں تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمایا: اللہ کا نام لے کر یہاں سے گزرو، لوگ اپنی سواریوں کے ساتھ آپ کے سامنے سے

گزرنے لگے، آپ ان کی سواریوں پر یہ دعا دم کرنے لگے: اے اللہ! ان پر اپنی راہ میں نکلنے والوں کو سوار فرما، بے شک تو طاقت ور اور کم زور پر، بحر و بر میں خشکی اور تری میں سوار فرماتا ہے۔

فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مدینے تک نہیں پہنچے تھے کہ (آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے) سواری کے جانور ہمارے ہاتھوں سے اپنی مہاریں چھڑانے لگے۔

یہ تو نبی کریم ﷺ کی طاقت ور اور کم زور کے متعلق دعا تھی (جو پوری ہوگئی) جہاں تک خشک اور تر کا تعلق ہے تو جب ہم شام میں پہنچے، ہم نے سمندر میں جزیرۂ قبرص کی جنگ میں شرکت کی، میں نے جہازوں کو اور اس میں داخل ہونے والوں کو ڈوبنے سے محفوظ دیکھا تو میں نبی ﷺ کی دعا کا مطلب سمجھ گیا۔ (۱۲۰)

خلوص نیت کا اجر

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر جب رسول اللہ ﷺ مدینے کے قریب پہنچے تو آپ نے ارشاد فرمایا: مدینے میں ایسے لوگ ہیں کہ تم نے جو سفر کیا اور جس وادی کو پار کیا، وہ اس (کے اجر و ثواب میں) تمہارے ساتھ رہے، صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مدینہ میں رہتے ہوئے بھی؟ آپ نے فرمایا: مدینے میں انہیں کسی عذر یا بیماری نے روک لیا تھا۔ (۱۲۱)

انصار کے خاندانوں کی فضیلت

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے وادی القریٰ سے گزرنے کے بعد فرمایا: میں تیزی سے سفر کر رہا ہوں، تم میں سے جو سبک رفتاری اختیار کرنا چاہے کرے، پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے، جب آپ کو مدینہ نظر آیا آپ نے فرمایا: یہ طابہ ہے اور جب اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا: یہ اُحد ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، کیا میں تمہیں انصار کے بہترین خاندانوں کے بارے میں نہ بتاؤں، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا: انصار کے بہترین خاندان بنونجار، پھر بنوعبد الاشہل اور پھر بنوساعدہ ہیں، اور انصار کے ہر خاندان میں خیر ہے۔ (۱۲۲)

بچوں کا استقبال

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دوسرے بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع

کی طرف نکلا، ہم غزوۂ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرنے گئے تھے۔ایک اور روایت میں ہے مجھے نبی کریم ﷺ کا غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لانا یاد ہے۔(۱۲۳)

سفر سے واپسی کا معمول

حضرت کعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ غزوۂ تبوک سے چاشت کے وقت تشریف لائے اور مسجد میں دو رکعتیں پڑھیں،سفر سے واپسی پر آپ کا یہی معمول تھا۔(۱۲۴)

متخلفین کی معذرتیں اور کعب بن مالکؓ اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بصارت زائل ہوگئی ان کے بیٹوں میں سے میرے والد عبداللہ انہیں لے کر چلا کرتے تھے، انہوں نے بتایا میں نے اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہونے کا قصہ خود سنا، انہوں نے بتایا میں غزوۂ تبوک کے علاوہ کسی بھی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہا، البتہ میں غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہا تھا،لیکن اس غیر حاضری میں کسی پر عتاب نہیں کیا گیا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ قریش کے قافلے کے ارادے سے تشریف لے گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کی بغیر کسی ارادہ کے مڈبھیڑ کرادی تھی، میں بیعت عقبہ کی رات بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا، جہاں ہم نے اسلام کے عہد کو پختہ کیا تھا، ہر چند کہ مسلمانوں میں بدر کے شرکا کی وقعت اور شہرت بہت زیادہ ہے لیکن میں شب عقبہ کی حاضری کے بدلے اور کوئی فضیلت پسند نہیں کرتا۔

میرا واقعہ یہ ہے کہ جب میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا، اس وقت میں جس قدر قوی اور خوش حال تھا، اس سے پہلے کبھی اس قدر قوی اور خوش حال نہیں تھا، اس وقت میرے پاس دو سواریاں تھیں جو اس سے پہلے کسی غزوے میں میرے پاس نہیں تھیں، رسول اللہ ﷺ جب کسی طرف غزوے کا ارادہ فرماتے تو اسے مخفی رکھتے تھے (اصل منزل کا اعلان نہ فرماتے) لیکن اس غزوے کے لئے رسول اللہ ﷺ سخت گرمی میں دور دراز سفر کے لئے صحرا میں کثیر دشمنوں سے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے، سو آپ نے مسلمانوں پر پورا معاملہ واضح فرمادیا تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے مقابلے کے لیے پوری طرح تیاری کرلیں، آپ نے مسلمانوں کو اپنے ارادے سے باخبر کردیا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان کثیر تعداد میں تھے اور کسی رجسٹر میں ان کی تعداد کا اندراج نہ تھا، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت کم کوئی ایسا شخص ہوگا جو اس غزوے سے غائب ہونے کا ادارہ کرے اور اس کا یہ گمان نہ ہو کہ جب تک

میرے متعلق وحی نازل نہ ہوگی میری حالت چھپی رہے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس غزوے کا ارادہ اس وقت کیا جب درختوں پر پھل آ گئے تھے اور ان کے سایے گھنے ہو گئے تھے، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان جہاد کی تیاری میں تھے، میں بھی یہی سوچتا اور صبح سے شام ہو جاتی میں تیاری نہ کر پاتا اور اپنے دل میں کہتا: میں جس وقت جانے کا ارادہ کروں گا جا سکوں گا، میں یہی سوچتا رہا یہاں تک کہ مسلمانوں نے سامانِ سفر باندھ لیا اور ایک صبح رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو لے کر روانہ ہو گئے، میں نے ابھی تک کوئی تیاری نہیں کی تھی، لیکن میں نے دل میں خیال کیا کہ ایک دو روز میں سامان درست کر کے مسلمانوں سے جا ملوں گا، میں صبح کو پھر گیا اور لوٹ آیا اور کسی طرح کی تیاری نہ کر سکا، میں یوں ہی سوچ بچار میں رہا اور مسلمان جلدی سے آگے بڑھ گئے اور میں یہی سوچتا رہا کہ میں روانہ ہو کر ان سے جا ملوں گا، کاش میں ایسا کر لیتا لیکن یہ چیز میرے مقدر میں نہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوتا کہ میں جن لوگوں کے درمیان چلتا تھا یہ صرف وہی لوگ تھے جو نفاق سے متہم تھے یا وہ ضعیف لوگ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد سے معذور رکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے تبوک پہنچنے سے پہلے میرا ذکر نہیں کیا، تبوک میں صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپ نے فرمایا: کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اسے دو چادروں اور اپنے پہلوؤں کے دیکھنے نے روک لیا، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے بری بات کہی، بہ خدا! یا رسول اللہ ہم اس کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتے، رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب مجھے یہ خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آ رہے ہیں تو میری پریشانی پھر تازہ ہو گئی، میں جھوٹی باتیں بنانے کے بارے میں سوچنے لگا، اور یہ سوچنے لگا کہ میں کل آپ کی ناراضی سے کیسے بچوں گا اور گھر کے تمام صاحب رائے لوگوں سے مشورہ لینے لگا، پھر جب مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ عن قریب تشریف لایا چاہتے ہیں تو میرے ذہن سے وہ سب جھوٹے بہانے نکل گئے اور میں نے یہ جان لیا کہ میں کسی (جھوٹی) بات سے کبھی نجات نہیں پا سکوں گا، سو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا، صبح کو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، اور جب آپ سفر سے تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں جاتے تھے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے تھے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے، جب آپ ایسا کر چکے تو جو لوگ غزوۂ تبوک میں نہیں گئے تھے وہ آ کر عذر پیش کرنے لگے اور قسمیں کھانے لگے، یہ اسّی سے زیادہ لوگ تھے، رسول اللہ ﷺ نے ظاہری اعتبار سے ان کے عذر کو قبول کر لیا، ان کے

لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کے باطنی معاملے کو اللہ کے سپرد فرمادیا۔

یہاں تک کہ میں آیا میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ مسکرائے جیسے کوئی ناراض شخص مسکراتا ہے، آپ نے فرمایا: آؤ، میں آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، فرمایا: تمہارے پیچھے رہ جانے کی کیا وجہ تھی، کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! اگر میں آپ کے علاوہ کسی دنیادار کے پاس بیٹھا ہوتا تو مجھے معلوم ہے کہ کوئی عذر پیش کرکے اس کی ناراضی سے بچ جاتا، کیوں کہ مجھے بات کرنے کا ڈھنگ آتا ہے، لیکن بہ خدا مجھے معلوم ہے کہ اگر میں نے آج آپ سے کوئی جھوٹی بات کہہ دی اور آپ مجھ سے راضی بھی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ عن قریب آپ کو مجھ پر ناراض کردے گا، اور اگر میں آج آپ سے سچی بات بیان کردوں اور آپ مجھ سے ناراض ہو گئے تو بے شک مجھے سچ بولنے پر اللہ تعالیٰ کے عفو و درگزر کی امید ہے، واللہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا اور جس وقت میں آپ کے پیچھے رہ گیا تھا تو مجھ سے زیادہ فارغ البال اور خوش حال کوئی نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہ ہر حال اس شخص نے سچ کہہ دیا ہے، تم یہاں سے اٹھ جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ فرمادے۔ میں اٹھا اور بنو سلمہ کے لوگ بھی جلدی سے اٹھ کر میرے پیچھے آگئے اور مجھ سے کہنے لگے اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں ہے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو، کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس قسم کا کوئی عذر پیش کرتے جس طرح دوسرے نہ جانے والوں نے عذر پیش کیے، تمہارے گناہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کا تمہارے لئے استغفار کرنا ہی کافی تھا۔

بہ خدا وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے رہے، حتی کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ میں دوبارہ واپس جاؤں اور اپنے پہلے قول کی تکذیب کردوں، لیکن میں نے ان پوچھا کیا کسی اور کو بھی ایسا معاملہ پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، دو اور شخصوں نے تمہاری طرح کہا ہے اور ان سے بھی وہی کہا گیا ہے جو مجھ سے کہا گیا ہے، میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا وہ مرارہ بن ربیع عامری اور ہلال بن امیہ واقفی ہیں، انہوں نے مجھ سے ان دو نیک شخصوں کا ذکر کیا جو غزوۂ بدر میں شریک تھے، وہ میرے لئے نمونہ اور مثالی شخصیت تھے، جب انہوں نے میرے سامنے ان دو حضرات کا تذکرہ کیا تو میں اپنے (پہلے) قول پر قائم رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ہم تینوں سے مسلمانوں کو گفت گو کرنے سے روک دیا، پھر لوگوں نے ہم سے اجتناب کرلیا اور ہمارے لئے اجنبی بن گئے، یہاں تک کہ زمین بھی میرے لئے اجنبی ہوگئی، یہ وہ زمین نہیں تھی جسے میں پہچانتا تھا، اسی حالت پر ہمیں پچاس راتیں گزر گئیں،

میرے دو ساتھی تو خانہ نشین ہو گئے، وہ اپنے گھروں میں بیٹھے روتے رہتے تھے، میں جوان اور طاقت ور تھا، میں مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا تھا، مجھ سے کوئی شخص بات نہیں کرتا تھا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتا، جب آپ نماز کے بعد اپنی نشست پر تشریف فرما ہوتے میں آپ کو سلام کرتا، میں اپنے دل میں سوچتا کہ حضور نے سلام کے جواب میں اپنے لب ہلائے ہیں یا نہیں، پھر میں آپ کے قریب نماز پڑھتا اور کن انکھیوں سے آپ کو دیکھتا، سو جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ منہ پھیر لیتے۔

جب لوگوں کی بے رخی بہت بڑھ گئی تو ایک روز میں اپنے چچازاد اور سب سے پیارے شخص ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، میں نے اسے سلام کیا، بہ خدا انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے اس سے کہا: ابوقتادہ! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ قسم دے کر سوال کیا، وہ پھر خاموش رہے، میں نے پھر ان کو قسم دی تو انہوں نے اتنا کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، میں نے دیوار پھاندی اور واپس چل دیا۔

ایک دن میں مدینے کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک شامی غلہ فروش پوچھتا پھر رہا تھا: مجھے کعب بن مالک کے بارے میں کون بتائے گا؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا، وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا خط دیا، میں چوں کہ پڑھا لکھا تھا، اس میں لکھا تھا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (رسول اللہ ﷺ) نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ نے تم کو ذلت اور رسوائی کی جگہ میں رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا، تم ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تمہاری دل جوئی کریں گے، خط پڑھ کر میں نے کہا: یہ بھی میرے لئے ایک آزمائش اور امتحان ہے، میں نے اس خط کو تنور میں پھینک کر جلا دیا۔

اسی طرح جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے، میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے قاصد نے آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ، میں نے پوچھا: کیا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں، اس نے کہا: بل کہ اس سے الگ ہو جاؤ اس کے قریب نہ جاؤ، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے میرے دو ساتھیوں کو بھی حکم بھیجا، میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق کوئی فیصلہ فرما دے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہا کہ ہلال بن امیہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ہلال بہت بوڑھے آدمی ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے، کیا آپ اسے

ناپسند فرماتے ہیں کہ میں اس کی خدمت کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن وہ تیرے قریب نہ جائے (مقاربت نہ کرے) اس نے عرض کیا: بہ خدا وہ کسی چیز کی طرف حرکت بھی نہیں کر سکتے اور جب سے یہ معاملہ ہوا ہے اللہ کی قسم وہ برابر روتے ہی رہتے ہیں۔ میرے بعض گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا تم بھی اپنی بیوی کے بارے میں رسول اللہ سے اجازت لے لو، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہلال بن امیہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگوں گا، معلوم نہیں میرے اجازت طلب کرنے پر رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں کیوں کہ میں جوان آدمی ہوں۔

اسی طرح دس روز اور گزر گئے اور پورے پچاس دن ہو گئے جب سے ہم سے گفت گو کی ممانعت کی گئی تھی، پچاس روز کے بعد میں نے اپنے ایک گھر کی چھت پر فجر کی نماز پڑھی، میری وہی حالت تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری جان میرے لئے وبال تھی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی کہ اچانک میں نے جبل سلع کی چوٹی سے ایک چلانے والے کو بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے سنا: کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو، میں فوراً سجدے میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ اب کشادگی ہو گئی، اور رسول اللہ نے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری توبہ قبول ہونے کا اعلان فرما دیا، لوگ مجھے اور میرے ساتھیوں کے پاس خوش خبری دینے آئے، ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا میری طرف روانہ ہوا اور قبیلۂ اسلم کے ایک شخص نے دوڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر مجھے آواز دی، جس کی آواز گھڑسوار سے پہلے مجھ تک پہنچ گئی، میں نے جس شخص کی آواز سنی تھی جب وہ میرے پاس آیا تو میں نے اپنے کپڑے اتار کر خوش خبری کی خوشی میں اسے پہنا دیئے، بہ خدا اس وقت ان کپڑوں کے علاوہ میرے پاس کوئی اور کپڑا نہ تھا، میں نے دو کپڑے مانگ کر پہن لئے، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے چل دیا، میری توبہ قبول ہونے پر لوگ جوق در جوق مجھے مبارک باد دینے کے لئے ملتے رہے اور کہتے تھے: تمہیں اللہ تعالیٰ کا توبہ قبول فرمانا مبارک ہو، یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ارد گرد صحابہ کرام موجود تھے، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھاگتے ہوئے میرے پاس آئے، مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی، بہ خدا طلحہ کے علاوہ مہاجرین میں سے اور کوئی میری طرف نہیں اٹھا، کعب رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات نہیں بھولتے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ کا چہرۂ مبارک

خوشی سے چمک رہا تھا، آپ نے فرمایا: تمہیں مبارک ہو جب سے تمہیں تمہاری ماں نے جنم دیا ہے اس سے زیادہ بہتر دن تمہارے لئے نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (قبولیت توبہ کی) یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا: بل کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جب رسول اللہ خوش ہوتے تھے آپ کا چہرۂ انور اس طرح روشن ہو جاتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو، اس سے آپ کی مسرت کا اندازہ ہو جاتا تھا۔

کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا میں نے آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی توبہ کی خوشی میں اپنے مال کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں، رسول اللہ نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے عرض کیا: میں اپنے خیبر والے حصے کو اپنے پاس رکھ لیتا ہوں، پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ کہنے کی وجہ سے نجات مرحمت فرمائی ہے اور اب میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنی باقی زندگی میں ہمیشہ سچ بولوں گا، کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: بہ خدا! میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے ایسی آزمائش میں ڈالا ہو اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا، اس روز سے آج تک میں نے جھوٹ نہیں بولا اور آئندہ کے لئے بھی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌO وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّآ إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُO يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ (۱۲۵)

بے شک اللہ رجوع برحمت ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو نبی کے ساتھ رہے سختی کی گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل اپنی جگہ سے ہل جائیں پھر وہ اُن پر رجوع برحمت ہوا بے شک وہ ان پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ اور (اللہ رجوع برحمت ہوا) اُن تین پر (بھی) جو مؤخر رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اپنی فراخی کے باوجود اُن پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں (بھی) اُن پر تنگ

ہو گئیں اور انہوں نے یقین کر لیا کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر اُن پر رجوع برحمت ہوا تا کہ وہ تائب (ہی) رہیں، بے شک اللہ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائی ہے مجھے اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں ملی کہ میں نے اس روز رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولا، اگر میں نے آپ سے جھوٹ بولا ہوتا تو میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان جھوٹوں کی بذریعہ وحی جتنی مذمت فرمائی اتنی مذمت کسی کی نہیں فرمائی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوْا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ○ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ (۱۲۶)

اب وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم اُن کی طرف پلٹ کر جاؤ گے تا کہ ان (کی بداعمالیوں) سے تم اپنی توجہ ہٹائے رکھو تو (اے مسلمانو!) تم ان کی طرف التفات نہ کرو بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ سزا ہے اس کی جو وہ کرتے تھے۔ وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو (بھی) جاؤ تو بے شک اللہ راضی نہ ہو گا نافرمانی کرنے والے لوگوں سے۔

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تین لوگوں کا معاملہ ان لوگوں سے مؤخر کیا گیا جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے قسمیں کھائی تھیں اور رسول اللہ نے ان کی معذرت قبول فرما کر ان سے بیعت لے لی اور ان کے لئے استغفار کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرما دیا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْآ أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّآ إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ط إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ○ (۱۲۷)

اور (اللہ رجوع برحمت ہوا) اُن تین پر (بھی) جو مؤخر رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اپنی فراخی کے باوجود اُن پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں (بھی) اُن پر تنگ ہو گئیں

اور انہوں نے یقین کرلیا کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر اُن پر رجوع برحمت ہوا تا کہ وہ تائب (ہی) رہیں، بے شک اللہ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غزوۂ تبوک میں جو پیچھے رہ گئے تھے اس کا ذکر ہے، بل کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قسم کھانے والوں کی بہ نسبت ہمارے معاملے کو مؤخر کیا گیا تھا، جنہوں نے قسمیں کھائیں معذرتیں کیں، آپ نے ان کے عذر قبول فرمالئے تھے۔(۱۲۸)

نفقے میں اضافے کا مطالبہ، واقعہ ایلا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، آپ کے دروازے پر بہت سے لوگ جمع تھے، جن کو اندر آنے کی اجازت نہ ملی، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے آکر اجازت طلب کی ان کو بھی اندر آنے کی اجازت نہ ملی، پھر حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو اندر آنے کی اجازت مل گئی، انہوں نے اندر جا کر دیکھا نبی ﷺ خاموش بیٹھے ہیں اور آپ کے گرد آپ کی ازواج موجود ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا میں آپ سے کوئی ایسی بات کہوں جس سے آپ ہنس پڑیں، انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اگر آپ زید کی بیٹی میری بیوی کو ابھی مجھ سے نفقے کا سوال کرتے دیکھیں تو میں اس کی گردن دبا دوں، یہ سن کر نبی ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے۔

پھر آپ نے فرمایا: یہ خواتین جنہیں میرے گرد دیکھ رہے ہو مجھ سے نفقہ (میں اضافے) ہی کا سوال کر رہی ہیں، یہ سنتے ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو مارنے کے لئے اٹھے اور عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے، دونوں کہہ رہے تھے تم رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا سوال کرتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو روکا، اور آپ کی ازواج مطہرات کہنے لگیں: اللہ کی قسم! اس مجلس کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ سے ایسی کسی چیز کا سوال نہیں کریں گی جو آپ کے پاس نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے کے لئے اپنی ازواج سے ترک تعلق فرمالیا، آپ اوپر (بالا خانے میں) رہتے تھے اور ازواج مطہرات نچلی منزل میں، انتیس راتیں گزرنے کے بعد نبی ﷺ نیچے ازواج مطہرات کے پاس تشریف لائے، کسی شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ تو انتیس راتیں ٹھہرے (حال

آں کہ آپ نے ایک ماہ کے لئے ترک تعلق فرمایا تھا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی مہینہ اتنے اتنے دنوں کا بھی ہوتا ہے، دو مرتبہ آپ نے ہاتھ کی ساری انگلیوں سے اشارہ کیا اور تیسری مرتبہ میں انگوٹھے کو بند فرمالیا۔(۱۲۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیر میں موچ آ گئی، آپ اپنے بالا خانے میں فروکش ہوگئے جس کی سیڑھی کھجور کے تنے کی تھیں اور آپ نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کے لئے ایلا کرلیا، آپ کے اصحاب آپ کی عیادت کے لئے آئے، آپ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی جب کہ صحابہ کھڑے ہوئے تھے، جب دوسری نماز کا وقت ہوا آپ نے ان سے فرمایا: اپنے ائمہ کی اتباع کیا کرو، اگر امام کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم اس کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھو، اور آپ انتیس دن گزرنے پر نیچے تشریف لائے، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینے کے لئے ایلا فرمایا تھا؟ آپ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا ہے۔(۱۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ کے لئے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن سے ترک تعلق کی قسم کھالی، جب انتیس دن گزر گئے، آپ کے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے اور بتایا کہ آپ کی قسم پوری ہوگئی، مہینہ مکمل ہوگیا۔(۱۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھالی کہ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس تشریف نہیں لائیں گے، انتیس دن گزرنے کے بعد آپ سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے، میں نے عرض کیا: آپ نے تو ایک مہینے کی قسم کھائی تھی، میری گنتی کے مطابق تو انتیس روز ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا: مہینہ انتیس کا ہے۔(۱۳۲)

آیت خیار کا نزول اور ازواج مطہرات کا جواب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب آیت خیار نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے ایک بات کا ذکر کرتا ہوں، تم کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے والدین سے مشورہ کرلینا، میں نے پوچھا: وہ کیا بات ہے؟ آپ نے آیت خیار پڑھی، تو میں نے عرض کیا: میں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کرتی ہوں، رسول اللہ ﷺ میرے اس جواب سے خوش ہوگئے۔(۱۳۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آیت کریمہ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ پہلے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: عائشہ! میں تم سے ایک بات کا ذکر

کرنے والا ہوں تم جواب میں جلدی نہ کرنا اپنے ماں باپ سے مشورہ کر کے جواب دینا، بہ خدا یہ تو آپ جانتے ہی تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے علیحدگی کا مشورہ نہیں دیں گے، آپ نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی:

يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحاً جَمِيلاًO وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْأٰخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْراً عَظِيماًO (۱۳۴)

اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرمادیں اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مالی فائدہ دوں اور حسن سلوک کے ساتھ تمہیں چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت والے گھر کا ارادہ رکھتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی، مجھے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول (ﷺ) اور آخرت کا گھر پسند ہے، میرے جواب سے آپ خوش ہوئے، آپ کو یہ جواب پسند آیا اور آپ نے فرمایا: میں نے تم سے جو کہا ہے تمہاری دوسری ساتھیوں (دیگر ازواج مطہرات) کے سامنے بھی یہ بات رکھوں گا، میں نے کہا: انہیں میری پسند کردہ چیز کے بارے میں نہ بتائیے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بیوی مجھ سے پوچھے گی میں اسے ضرور بتاؤں گا کیوں کہ اللہ نے مجھے آسانی کرنے والا اور معلم بنا کر بھیجا ہے، تنگی اور سختی میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا اور آپ نے اپنی سب ازواج کو میرے جواب سے مطلع فرمادیا، سب ازواج مطہرات نے بھی اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو پسند کیا۔ (۱۳۵)

نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج حبش میں اللہ کے ایک نیک بندے اصحمہ (شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ) کی وفات ہوگئی ہے، اٹھو، اس پر نماز (جنازہ) پڑھو، آپ نے ہماری امامت کی اور ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنا کر اس پر نماز پڑھی۔ (۱۳۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحمہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ (۱۳۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نجاشی کی موت کی خبر ملی آپ نے فرمایا: اپنے اس بھائی کی نماز جنازہ پڑھو، جو دوسرے ملک میں فوت ہوا ہے، لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا: اصحمہ نجاشی، رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز پڑھائی، میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔(۱۳۸)

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اپنے بھائی پر نماز پڑھو جو تمہارے ملک میں فوت نہیں ہوا، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اصحمہ نجاشی، لوگوں نے کھڑے ہو کر اس کی نماز (جنازہ) پڑھی۔(۱۳۹)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے، اس کے لئے استغفار کرو۔(۱۴۰)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھو، آپ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے ایسے صفیں بنالیں جیسے ہم میت پر صفیں بناتے ہیں اور ہم نے اس پر میت کی طرح نماز پڑھی، میں دوسری صف میں تھا، ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس کا جنازہ سامنے رکھا ہے۔(۱۴۱)

حج کی فرضیت: ۹ھ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے، اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ) نے کھڑے ہو کر پوچھا: کیا ہر سال یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اگر ہر سال حج فرض ہو جاتا تم اس پر عمل نہ کر سکتے، حج ایک مرتبہ فرض ہے، ایک سے زائد مرتبہ حج (فرض نہیں) نفل ہے۔(۱۴۲)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: یا رسول اللہ! حج ایک مرتبہ فرض ہے یا ہر سال؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ، اس سے زائد نفلی حج ہے، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا۔(۱۴۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

نے تم پر حج فرض کر دیا ہے، اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیشہ، آپ نے فرمایا: بل کہ ایک مرتبہ (حج کرنا) فرض ہے، اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ (۱۴۴)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج اور اعلان برأت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں (امیر حج بنا کر) اہل مکہ سے اس براءت کے اعلان کے لئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا، جنت میں صرف مسلمان شخص داخل ہوگا اور جس شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی خاص مدت تک معاہدہ ہے وہ اپنی مدت تک باقی رہے گا، اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری ہیں۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ پیغام لے کر تین دن کی مسافت طے کر چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ابوبکر سے جاملو اور اسے میرے پاس بھیجو اور یہ پیغام تم (اہل مکہ تک) پہنچاؤ، انہوں نے ایسا ہی کیا: جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو رونے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میرے بارے میں کوئی نئی بات پیش آئی ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے بارے میں خیر ہی پیش آسکتی ہے، لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ پیغام خود میں پہنچاؤں یا میرے خاندان کا کوئی فرد۔ (۱۴۵)

زید بن اثیع ہمدانی بیان کرتے ہیں ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی ﷺ نے حج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کو کون سا پیغام دے کر بھیجا تھا؟ انہوں نے بتایا: مجھے چار باتوں کا اعلان کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوگا، کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف نہ کرے، جس شخص کا نبی ﷺ سے معاہدہ ہے وہ اپنی مدت تک برقرار رہے گا، اور اس سال کے بعد مسلمان اور مشرک (اکٹھے) حج نہیں کریں گے۔ (۱۴۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے برأت کا اعلان کرنے کے لئے بھیجا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں فصیح اللسان اور خطیب آدمی نہیں ہوں، آپ نے فرمایا: اس کے سوا چارہ نہیں ہے کہ میں براءت کا اعلان کرنے جاؤں یا تم جاؤ، علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اگر یہی ضروری ہے تو میں جاؤں گا، آپ نے فرمایا: تم جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو ثابت قدم رکھے گا اور تمہارے دل کو ہدایت مرحمت فرمائے گا، پھر آپ نے اپنا ہاتھ ان کے منہ پر رکھا۔ (۱۴۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی ﷺ پر سورۃ البراءۃ کی (ابتدائی) دس آیات نازل ہوئیں، نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں یہ آیات اہل مکہ کو پڑھ کر سنانے کے لئے بھیجا، پھر نبی ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا: ابوبکر کے پاس جاؤ، انہیں جہاں پاؤ ان سے وہ خط لے کر اہل مکہ کے پاس جاؤ اور انہیں پڑھ کر سناؤ۔ میں مقام جحفہ میں ان سے جا ملا اور ان سے خط لے لیا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بارے میں کوئی چیز نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن میرے پاس جبریل نے آکر کہا: یہ پیغام آپ خود پہنچائیں یا آپ کے خاندان کا کوئی فرد۔(۱۴۸)

رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے دیکھا ان کی سانس اکھڑ چکی تھی، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے فرمایا: آنکھ رو رہی ہے اور دل غم گین ہے، لیکن ہم سوائے اس بات کے جس سے اللہ عزوجل راضی ہو کوئی بات نہیں کہیں گے، اللہ کی قسم! اے ابراہیم ہم تیرے لئے غم گین ہیں۔(۱۴۹)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں (آپ ﷺ کے صاحب زادے) ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن سورج گرہن ہوا، لوگوں نے کہا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں، انہیں کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، جب تم انہیں گرہن میں دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو اور نماز میں مشغول ہو جاؤ یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے۔(۱۵۰)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا سولہ ماہ کی عمر میں انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں بقیع میں دفن کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اس کے لے جنت میں دودھ پلانے والی مقرر کی گئی ہے۔(۱۵۱)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اس دن سورج گرہن ہوا، لوگوں نے کہا: ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، سنو! انہیں کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گہن نہیں لگتا، جب تم انہیں گہن میں دیکھو تو مساجد کی طرف لپکو، پھر آپ نے نماز پڑھائی۔(۱۵۲)

حوالہ جات

۱۔ رقم الحدیث: ۱۵۹۷۵، حدیث عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ

۲۔ رقم الحدیث: ۲۷۰۸۹، حدیث صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ

۳۔ رقم الحدیث: ۱۰۸۰۷، ۱۱۰۲۱، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۴۔ رقم الحدیث: ۱۲۵۶۶، ۱۳۵۶۴، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۵۔ الاعراف: ۱۳۸

۶۔ رقم الحدیث: ۲۱۳۹۰، ۲۱۳۹۳، حدیث ابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہ

۷۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۸۴، ۱۶۰۸۸، ۱۶۱۰۱، حدیث سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

۸۔ رقم الحدیث: ۱۲۵۶۵، ۱۳۵۶۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۹۔ رقم الحدیث: ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، حدیث العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

۱۰۔ رقم الحدیث: ۲۱۹۶۱، ۲۱۹۶۲، حدیث ابی عبدالرحمٰن الفہری رضی اللہ عنہ

۱۱۔ رقم الحدیث: ۱۴۶۰۹، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۲۔ التوبہ: ۲۶

۱۳۔ رقم الحدیث: ۴۳۲۴، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۱۴۔ رقم الحدیث: ۱۸۰۰۰، ۱۸۰۰۷، ۱۸۰۶۹، ۱۸۲۳۱، حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۱۵۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۴۷، ۱۳۶۳۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۶۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۹۸، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۷۔ رقم الحدیث: ۱۱۷۲۱، ۱۱۸۲۷، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۸۔ رقم الحدیث: ۲۲۰۲۱، حدیث ابی قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ

۱۹۔ رقم الحدیث: ۱۸۴۵۴، ۱۸۴۶۱، حدیث صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ

۲۰۔ رقم الحدیث: ۱۸۴۵۸، ۲۳۴۰۹، حدیث صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ

۲۱۔ رقم الحدیث: ۱۹۰۷۳، حدیث ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

۲۲۔ رقم الحدیث: ۱۶۳۶۷، ۱۸۶۰۰، ۱۸۶۱۰، حدیث عبدالرحمٰن بن الازہر رضی اللہ عنہ

۲۳۔ رقم الحدیث: ۱۶۳۶۹، ۱۸۶۰۲، حدیث عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ

۲۴۔ رقم الحدیث: ۱۲۱۹۷، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۲۵۔ رقم الحدیث: ۲۲۳۰، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۲۶۔ رقم الحدیث: ۱۹۶۰، ۳۴۰۵، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۲۷۔ رقم الحدیث: ۲۱۷۷، ۳۲۵۷، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۲۸۔ رقم الحدیث: ۲۱۱۲، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۲۹۔ رقم الحدیث: ۱۷۰۷۶، ۱۸۳۰۰، حدیث رجل من ثقیف عن النبی ﷺ

۳۰۔ رقم الحدیث: ۱۶۵۷۴، ۱۸۹۳۵، ۱۸۹۳۶، حدیث ابی نجیح السلمی رضی اللہ عنہ

۳۱۔ رقم الحدیث: ۴۵۷۴، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۳۲۔ رقم الحدیث: ۱۰۸۴۴، ۱۱۲۰۲، ۱۱۴۱۴، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۳۳۔ النساء: ۲۴

۳۴۔ رقم الحدیث: ۱۱۲۹۴، ۱۱۳۸۸، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۳۵۔ رقم الحدیث: ۴۰۴۷، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۳۶۔ رقم الحدیث: ۴۳۵۳، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۳۷۔ رقم الحدیث: ۱۴۴۸۰، ۲۷۰۹۱، حدیث صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ

۳۸۔ رقم الحدیث: ۶۹۹۸، مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۳۹۔ رقم الحدیث: ۱۴۳۹۰، ۱۴۴۰۵، ۱۴۴۰۶، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۴۰۔ رقم الحدیث: ۱۳۵۶۴، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴۱۔ رقم الحدیث: ۱۱۱۵۳، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۴۲۔ رقم الحدیث: ۱۱۳۲۲، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ۱۱۶۱۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴۳۔ رقم الحدیث: ۱۲۲۸۵، ۱۲۳۵۵، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴۴۔ رقم الحدیث: ۱۲۱۹۷، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴۵۔ رقم الحدیث: ۲۱۳۱۹، ۱۲۳۶۶، ۱۲۵۴۰، ۱۲۶۷۱، ۱۳۱۹۶، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴۶۔ رقم الحدیث: ۱۴۳۲۳، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۴۷۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۳۵، حدیث عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ

۴۸۔رقم الحدیث: ۶۶۹۰، مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۴۹۔رقم الحدیث: ۶۹۹۷، مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۵۰۔رقم الحدیث: ۱۸۴۳۵، حدیث المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

۵۱۔رقم الحدیث: ۵۳۵۱، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۵۲۔رقم الحدیث: ۴۹۰۳، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۵۳۔رقم الحدیث: ۶۳۸۲، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۵۴۔رقم الحدیث: ۱۵۰۸۶، ۱۵۰۸۷، ۱۵۰۹۳، ۱۶۲۰۴، ۲۲۷۱۴، حدیث محرش الکعبی الخزاعی رضی اللہ عنہ

۵۵۔رقم الحدیث: ۱۱۹۶۴، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۵۶۔رقم الحدیث: ۱۳۱۵۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۵۷۔رقم الحدیث: ۲۷۸۳، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۳۵۰۲، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۵۸۔رقم الحدیث: ۱۹۵۸۸، ۱۹۶۴۰، ۱۹۷۴۷، حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

۵۹۔رقم الحدیث: ۲۰۱۷۷ تا ۲۰۱۸۰، ۲۰۱۸۸، ۲۰۱۹۰، ۲۰۱۹۶، حدیث اسامۃ الھذلی رضی اللہ عنہ

۶۰۔رقم الحدیث: ۱۶۳۱۵، ۱۶۳۳۴، ۱۶۳۳۶، ۱۶۳۳۷، حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

۶۱۔رقم الحدیث: ۱۹۵۶۳، حدیث سلمہ بن المحبق رضی اللہ عنہ

۶۲۔رقم الحدیث: ۱۴۳۵۰، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۶۳۔رقم الحدیث: ۱۲۱۲۰، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۶۴۔رقم الحدیث: ۱۴۹۵۱ تا ۱۴۹۵۶، ۲۶۷۰۸، احادیث ابی محذورہ رضی اللہ عنہ

۶۵۔رقم الحدیث: ۱۶۱۴۸، حدیث عمرو بن القاری رضی اللہ عنہ

۶۶۔رقم الحدیث: ۲۶۵۹۴، حدیث لیلیٰ بنت قانف الثقفیۃ رضی اللہ عنہا

۶۷۔طٰہٰ: ۵۵

۶۸۔رقم الحدیث: ۲۱۶۸۳، حدیث ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ

۶۹۔رقم الحدیث: ۲۲۴۶۹، حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۷۰۔رقم الحدیث: ۲۲۵۲۱، حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ

۷۱۔رقم الحدیث: ۲۰۵۶۶، ۲۶۵۵۷، حدیث ابنۃ لخباب رضی اللہ عنہما

۷۲۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۰۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۷۳۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۶۳، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۷۴۔ رقم الحدیث: ۱۵۳۵۵، حدیث کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

۷۵۔ رقم الحدیث: ۱۶۲۵۵، ۱۶۲۵۶، حدیث عبدالرحمٰن بن خباب السلمی رضی اللہ عنہ

۷۶۔ رقم الحدیث: ۲۰۱۰۷، حدیث عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ

۷۷۔ رقم الحدیث: ۱۹۰۶۴، ۱۹۲۵۰، حدیث ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

۷۸۔ رقم الحدیث: ۱۹۰۹۴، حدیث ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

۷۹۔ رقم الحدیث: ۱۵۳۵۲، ۱۵۳۵۴، حدیث کعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

۸۰۔ رقم الحدیث: ۱۴۶۶، ۱۵۸۷، ۱۶۰۳، ۱۶۱۱، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۸۱۔ رقم الحدیث: ۱۴۹۳، ۱۵۱۲، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۸۲۔ رقم الحدیث: ۱۵۳۵، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۸۳۔ رقم الحدیث: ۱۴۲۲۸، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۸۴۔ رقم الحدیث: ۵۲۰۳، ۵۳۲۰، ۵۳۸۱، ۵۴۱۸، ۶۱۷۶، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۸۵۔ رقم الحدیث: ۵۹۴۸، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۸۶۔ رقم الحدیث: ۱۷۵۶۸، ۱۷۵۶۹، حدیث ابی کبشہ الانماری رضی اللہ عنہ

۸۷۔ رقم الحدیث: ۱۳۷۴۶، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۸۸۔ رقم الحدیث: ۱۵۲، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۸۹۔ رقم الحدیث: ۲۳۴۷۵، حدیث عرف بن مالک الاشجعی الانصاری رضی اللہ عنہ

۹۰۔ رقم الحدیث: ۲۱۴۹۲، ۲۱۵۰۷، ۲۱۵۵۷، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۹۱۔ رقم الحدیث: ۲۱۵۳۱، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۹۲۔ رقم الحدیث: ۲۱۵۶۵، ۲۱۵۸۹، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۹۳۔ رقم الحدیث: ۹۱۷۰، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

۹۴۔ رقم الحدیث: ۱۰۶۹۶، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۹۵۔ رقم الحدیث: ۱۷۶۶۸، ۱۷۶۹۹، ۱۷۷۱۷، حدیث المغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

۹۶۔ رقم الحدیث: ۱۷۶۹۵، حدیث المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

۹۷۔رقم الحدیث:۱۷۷۱۰،حدیث المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

۹۸۔رقم الحدیث:۱۷۷۲۸تا۱۷۷۳۰،حدیث المغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

۹۹۔رقم الحدیث:۲۱۵۶۵،۲۱۵۶۶،حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۱۰۰۔رقم الحدیث:۲۲۸۸۶،حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما

۱۰۱۔رقم الحدیث:۲۳۰۹۳،حدیث ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ

۱۰۲۔رقم الحدیث:۱۳۷۲۶،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۰۳۔رقم الحدیث:۲۱۸۳۰،حدیث رجل من خثعم رضی اللہ عنہ

۱۰۴۔رقم الحدیث:۷۰۲۸،مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۰۵۔رقم الحدیث:۱۹۸۸،۲۸۳۳،مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۰۶۔رقم الحدیث:۱۰۹۲۶،۱۰۹۸۱،۱۱۱۵۵،مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۱۰۷۔رقم الحدیث:۱۵۰۰۹،۱۵۰۱۰،۱۷۱۴۲،۱۷۲۰۹،۲۲۶۵۵،حدیث عکرمہ بن خالد المخزومی رضی اللہ عنہ

۱۰۸۔رقم الحدیث:۱۷۴۸۹،۱۷۴۹۳،۱۷۵۰۵،حدیث یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ

۱۰۹۔رقم الحدیث:۲۳۰۹۳،حدیث ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ

۱۱۰۔القصص:۵۶

۱۱۱۔رقم الحدیث:۱۵۲۲۸،حدیث التنوخی عن النبی ﷺ

۱۱۲۔رقم الحدیث:۱۶۲۵۲،۱۶۲۵۳،حدیث رسول قیصر الی رسول اللہ ﷺ

۱۱۳۔رقم الحدیث:۲۳۴۵۹،حدیث عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ

۱۱۴۔رقم الحدیث:۱۴۴۸۷،مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۱۵۔الم السجدہ:۱۶

۱۱۶۔رقم الحدیث:۲۱۵۶۳،حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۱۱۷۔رقم الحدیث:۲۱۶۱۷،حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۱۱۸۔رقم الحدیث:۱۲۲،مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۱۱۹۔رقم الحدیث:۲۳۲۸۰،حدیث ابی الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ

۱۲۰۔رقم الحدیث:۲۳۴۳۶،مسند فضالہ بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ

۱۲۱۔رقم الحدیث: ۱۱۵۹۸،مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ،رقم الحدیث: ۱۴۲۶۵،مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۱۲۲۔رقم الحدیث: ۲۳۰۹۳،حدیث ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ

۱۲۳۔رقم الحدیث: ۱۵۲۹۴،حدیث السائب بن یزید رضی اللہ عنہ

۱۲۴۔رقم الحدیث: ۱۵۳۴۶، ۱۵۳۴۷،حدیث کعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

۱۲۵۔التوبہ: ۱۱۷تا۱۱۹

۱۲۶۔التوبہ: ۹۵، ۹۶

۱۲۷۔التوبہ: ۱۱۸

۱۲۸۔رقم الحدیث: ۱۵۳۴۳، ۱۵۳۴۴، ۱۵۳۵۵، ۱۵۳۶۴، ۱۵۳۶۳، ۲۶۶۳۴، حدیث کعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

۱۲۹۔رقم الحدیث: ۱۴۱۰۶، ۱۴۱۱۸، ۱۴۱۷۵، ۱۴۲۶۰، ۱۴۲۸۲، ۲۶۱۴۳،مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۱۳۰۔رقم الحدیث: ۱۲۶۵۸،مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۳۱۔رقم الحدیث: ۲۱۰۴،مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۳۲۔رقم الحدیث: ۲۳۵۳۰،حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۳۳۔رقم الحدیث: ۲۴۲۰۰، ۲۴۶۶۷،حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۳۴۔الاحزاب: ۲۸، ۲۹

۱۳۵۔رقم الحدیث: ۱۴۱۰۶، ۲۴۷۷۱، ۲۴۷۷۳، ۲۴۹۹۰، ۲۵۲۴۲، ۲۵۵۷۷، ۲۵۷۳۹، حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔رقم الحدیث: ۱۴۱۰۶،مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۱۳۶۔رقم الحدیث: ۱۳۷۳۷، ۱۳۷۳۸، ۱۴۰۲۴، ۱۴۴۱۳،مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۱۳۷۔رقم الحدیث: ۱۴۴۷۳، ۱۴۴۹۴،مسجد جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۱۳۸۔رقم الحدیث: ۱۴۵۴۵، ۱۴۸۶۸،مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

۱۳۹۔رقم الحدیث: ۱۵۷۱۲تا۱۵۷۱۴،حدیث حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ

۱۴۰۔رقم الحدیث: ۱۸۷۰۴،حدیث جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۱۴۱۔رقم الحدیث: ۱۹۳۶۶، ۱۹۴۴۰، ۱۹۵۰۳،حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

۱۴۲۔ رقم الحدیث: ۲۳۰۴، ۲۶۳۷، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۳۔ رقم الحدیث: ۲۷۳۶، ۳۲۹۳، ۳۵۰۰، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۴۔ رقم الحدیث: ۳۵۱۰، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۵۔ رقم الحدیث: ۴، مسند ابی بکر رضی اللہ عنہ

۱۴۶۔ رقم الحدیث: ۵۹۵، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۴۷۔ رقم الحدیث: ۱۲۸۹، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۴۸۔ رقم الحدیث: ۱۲۹۹، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۴۹۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۰۲، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۵۰۔ رقم الحدیث: ۱۷۶۷۶، ۱۷۷۱۳، ۱۷۷۵۳، حدیث المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

۱۵۱۔ رقم الحدیث: ۱۸۰۷۹، ۱۸۰۸۰، حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۱۵۲۔ رقم الحدیث: ۲۳۱۱۸، حدیث محمود بن لبید رضی اللہ عنہ

مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ یادگاری خطبات

خطبات کراچی

مجموعہ محاضرات

اسلام اور مغرب، موجودہ صورت حال، امکانات، تجاویز
اسلامی شریعت، مقاصد و حکمت
اسلامی سزاؤں کا تصور اور مغربی قوانین، ایک تقابل
علم سیرت اور مستشرقین

ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین: سید عزیز الرحمٰن

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز